القول المنصور فی القرأة علی القبور
تلاوتِ قرآن
برائے
ایصالِ ثواب
مفتی محمد عباس رضوی
مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور

حسن ترتیب

امام احمد رضا قادری بریلوی فرماتے ہیں

حضرت علامہ سیوطی فرماتے ہیں

قاضی حسین شافعی فرماتے ہیں

امام ابن حجر فرماتے ہیں

القول المأجور علی القرأۃ فی القبور

حدیث نمبر ﴿۱﴾

حضرت امام سیوطی فرماتے ہیں

حدیث نمبر ﴿۲﴾

حدیث نمبر ﴿۳،۴﴾

حدیث نمبر ﴿۵،۶﴾

حدیث نمبر ﴿۷﴾

امام ثابت بنانی کا اپنی قبر میں قرآن پڑھنا

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا جانے تحفہ

انتساب

پیکر خلوص و محبت، فدائی مسلک اہل سنت، عاشق رسول

عزت مآب جناب

محمد (بھائی)

تبریز جیولرز

(دبئی) کے نام

جو مسلمانوں کی تکلیف کو اپنی تکلیف محسوس کرتے ہیں اور

ہر وقت مسلک حق اہلسنت و جماعت کی ترویج کے لیے

علمائے حق کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں

خاکپائے علمائے حق

محمد عباس رضوی (غفرلہ)

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

الحمد لله الاول الذی لیس قبله شیء و الآخر الذی لیس بعده شیء و الظاهر الذی لیس فوقه شیء و الباطن الذی لیس دونه شیء و افضل الصلوات و ازکی التسلیمات علی رسوله الامین الصادق و المصدوق الذی الیه الرجوع فی المشکلات و الحاجات لانه رافع المعضلات و علی آله و صحبه و کل من تبعه و طاوعه فی السیرة و الهدی و اما بعد.

کچھ مدت پہلے میں اپنے علاقہ میں ایک جگہ تقریر کے لئے حاضر ہوا تقریر کے بعد سوال و جواب کی نشست میں کسی ایک دوست نے سوال کیا کہ کیا قبرستان جا کر قرآن پڑھنا جائز ہے۔ جس کے جواب میں میں نے مختصر دلائل دیتے ہوئے ثابت کیا کہ ہاں یہ جائز ہے اور علمائے اسلاف اس پر عمل کرتے رہے ہیں اس پر ایک اہلحدیث میرے گھر تک آیا اور کہا کہ آپ نے قرأۃ علی القبور کو جائز کہا ہے اس کے دلائل ہمیں لکھ کر دیں میں نے عدیم الفرصتی کا عذر پیش کیا اور کہا کہ اگر آپ کو اس پر کوئی اعتراض ہے تو بیٹھ کر اس کو حل کیا جا سکتا ہے لیکن اس پر وہ تیار نہ ہوا اور مختلف لوگوں میں یہ پراپیگنڈہ کرتا ہوا چلا گیا کہ ان لوگوں کے پاس دلائل ہی نہیں ہیں۔

اس وقت سے میں نے یہ تہیہ کر لیا تھا کہ اس موضوع پر ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ تحریر کروں گا اس کے بعد تبلیغی سلسلہ میں کچھ دیر ابو ظہبی جانا ہوا تو وہاں پیکر ایثار و عاشق رسول جناب حاجی محمد عرب صاحب عرب ہوٹل والوں نے حکم فرمایا کہ ایصال ثواب، ذکر بالجہر عند الجنازہ، حیلہ اسقاط اور قرأۃ

فی الجملہ پر ایک مختصر کتابچہ [illegible] فی چاہیے میں نے حق سے وعدہ کر لیا لیکن کتب کی کمی کی وجہ سے ان کے حکم کی تعمیل نہ ہو سکی۔

واپسی پر اس سلسلہ میں اس کام کو مرحلہ وار کرنے کا خیال پیدا ہوا تو اس سلسلہ میں پہلے مرحلہ میں القول المحصور فی القراءۃ علی القبور پر کام شروع کیا جو کہ الحمد للہ پایۂ تکمیل تک پہنچا۔
مسئلہ ایصال ثواب پر عزیزم قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی صاحب کچھ افادات یکجا فرما کر شائع کرنے کی کوشش فرما رہے ہیں۔

جبکہ اس مسئلہ میں عزیزم فاضل نوجوان حضرت علامہ مولانا محمد منور حسین عثمانی رضوی کی تحقیقی کتاب "وسیلہ بخشش" منظر عام پر آ چکی ہے جو کہ قابل مطالعہ ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ کتاب مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ مدلل بھی ہو۔ میرے علم میں اس مسئلہ پر اردو زبان میں کوئی مستقل کام نہیں ہوا یوں اس سلسلہ میں میری طرف سے غالباً یہ پہلی کوشش ہے اس سلسلہ میں میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں یہ تو قارئین ہی بتائیں گے اپنی سی کوشش تو میں نے خوب کی ہے۔
میں ان تمام دوستوں اور بزرگوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس سلسلہ میں راہنمائی اور مدد فرمائی ہے۔

بالخصوص محقق العصر علامہ مولانا مفتی محمد خان قادری صاحب، حضرت صاحبزادہ والا شان، حضرت علامہ الحاج ابو الرضا محمد داؤد رضوی صاحب، حضرت استاذی المکرم مفتی اعظم گوجرانوالہ حضرت علامہ محمد رضاء المصطفےٰ ظریف القادری صاحب، استاذی المکرم و محترم و مشفق حضرت علامہ مولانا نور الحسن تنویر چشتی صاحب بھیروی اور جناب قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی صاحب وغیرہم

اللہ جل مجدہ الکریم کی بارگاہ عالیہ میں گذارش ہے کہ میری اس حقیر سی کوشش کو شرف قبولیت عطا فرما کر میرے اور میرے والدین کے لئے ذریعہ نجات اخروی بنائے (آمین)

محمد عباس رضوی (مترجم)

19-2-2001

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کے اوصاف میں ایک چیز یہ بیان کی ہے کہ وہ یہ دعا کیا کرتے ہیں۔

ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان

ہمارے پروردگار ہمیں معاف فرما دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گزرے

ایک مقام پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا نقل کی

ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب

ہمارے پروردگار مجھے بخش دے، میرے والدین اور اہل ایمان کو قیامت کے دن

احادیث مبارکہ میں دعا کے علاوہ صدقہ جاریہ، علم نافع اور صالح اولاد کو بھی مرنے کے بعد ذریعہ اجر و ثواب بیان کیا حتی کہ ترٹہنی کی برکت سے اللہ تعالیٰ عذاب میں کمی فرما دیتا ہے حضرت ملا علی قاری حنفی حدیث جریدہ کے تحت لکھتے ہیں۔

واستحب العلماء قرآۃ القرآن عندالقبر لھذا الحدیث اذ تلاوۃ القرآن اولی بالتخفیف من تسبیح الجرید

(مرقاۃ المفاتیح' ۵۸:۲)

اسی حدیث کے پیش نظر اہل علم نے قبر کے پاس قرآن پڑھنا مستحب قرار دیا ہے کیونکہ ٹہنی کی تسبیح سے تلاوت قرآن بطریق اولیٰ عذاب میں کمی کا ذریعہ ہے

لیکن کچھ لوگ تلاوت قرآن کو برائے ایصال ثواب جائز نہیں مانتے ضرورت تھی کوئی صاحب علم و فضل اس موضوع پر لکھے تاکہ معاملہ آشکار ہو جائے' اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ہمارے دور کے عظیم فاضل و محقق علامہ مفتی محمد عباس رضوی کو منتخب فرمایا بحمداللہ انہوں نے اس موضوع کا خوب حق ادا کیا ہے بلکہ ہمارے مطالعہ کے مطابق اردو زبان میں یہ پہلا عظیم کام ہے جو اپنی مثل نہیں رکھتا۔

دیگر علمی کام

بہر حال علامہ موصوف نے متعدد علمی کام کئے ہیں ان میں سے چند کا تذکرہ ملاحظہ کیجئے۔

آپ زندہ ہیں واللہ

یہ کتاب امام بیہقی کے رسالہ "حیاۃ الانبیاء" کی شرح ہے جس میں انہوں نے حیات انبیاء، خصوصاً سید الکل علیہ السلام کی زندگی پر اس قدر مواد فراہم فرما دیا ہے کہ منصف مزاج آدمی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ احادیث کے متن و سند پر اس کی گفتگو پڑھ کر کوئی بھی محدث کا معترف ضرور ہو جاتا ہے کہ اس دور میں بھی اس قدر مطالعہ والے لوگ موجود ہیں جس سے [illegible] ہوں کہ اس کتاب کی شکل سے بھی مخالفین آگاہ نہ ہوں۔

مسئلہ رفع یدین

ہمارے ہاں غیر مقلدین چند فروعی مسائل پر ہر وقت لوگوں کو پریشان کئے رکھتے ہیں ان میں مسئلہ رفع یدین بھی ہے محترم مفتی صاحب نے علامہ ہاشم ٹھٹھوی کے رسالہ [illegible] نہ صرف ترجمہ کیا بلکہ اس پر نہایت علمی و تحقیقی حاشیہ بھی لکھا جس سے اہل علم کو یہ انمول تحفہ نصیب ہوا۔

زیارت روضہ رسول ﷺ

جس قدر زیارت نبوی پر احادیث ہیں مخالفین حسب معمول انہیں موضوع و من گھڑت قرار دیتے ہیں عالم اسلام کے عظیم محدث شیخ محمود سعید ممدوح نے اس پر کام کیا مفتی صاحب نے اس تحقیقی کام کا ترجمہ کیا جو زیارت روضہ رسول کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

زیارت بارگاہ نبوی ﷺ

امام ابن حجر مکی نے بھی اس موضوع پر الجوہر المنظم لکھی موصوف نے اس کا بھی ترجمہ کیا جو زیارت بارگاہ نبوی کے نام سے شائع ہوا۔

آیئے قرب خدا پائیں

...بریلی شریف کی کتاب "القربۃ الی رب العالمین بالصلاۃ علی سید المرسلین" کا
ترجمہ فرمایا جو آیئے قرب خدا پائیں کے نام سے طبع ہو چکا ہے

فضیلت درود وسلام

تاریخ اسلام میں درود شریف پر لکھی جانے والی کتاب "فضل الصلاۃ علی النبی"
از قاضی اسماعیل اسحاق کا ترجمہ بھی آپ نے کیا ہے۔

فضائل شب برأت ولیلۃ القدر

حضرت ملا علی قاری کے رسالہ کے ترجمہ کے ساتھ ساتھ حوالہ جات کی تخریج بھی
کر دی ہے جس سے اس کی جامعیت دوبالا ہو گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے محترم رضوی صاحب کے علم و فضل میں مزید برکتیں عطا فرمائے
تاکہ وہ امت مسلمہ کے لئے خوب مفید کام کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ میاں محمد عقیل انگلینڈ کو جزائے خیر
عطا فرمائے جنہوں نے اپنے والد گرامی کے ایصال ثواب کے لئے اس کتاب کی اشاعت کا
اہتمام کیا۔

دعا گو

مفتی محمد خان قادری

جامعہ اسلامیہ لاہور

۱۰ جولائی ۲۰۰۴

[illegible]

الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد و علی آلہ

الطیبین والطاہرین و رضی اللہ عن صحابتہ المتقین

قبرستان میں قراءۃ قرآن کے بارے میں

مرنے والوں کے ایصال ثواب کے لئے قبرستان میں قرآن پڑھنا چاہیے یا کہ نہیں

اس مسئلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اہل سنت کی اکثریت اس کی قائل و عامل ہے جبکہ آج کل اس کے منکر بھی موجود ہیں جو کہ خارجی اور معتزلی غیر مقلدین بھی اس کے منکر بلکہ اس کے عامل، قائل کو بدعتی اور نہ جانے کن کن القابات سے نوازتے ہیں۔ اس سلسلہ میں علمائے اہل سنت کی نمائندگی کرتے ہوئے چند دلائل پیش خدمت ہیں۔

حدیث نمبر ﴿۱﴾

"عن معقل بن یسار قال قال رسول اللہ ﷺ اقرؤا علی موتاکم یٰسین"

حضرت معقل بن یسار سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سورہ یٰسین اپنے مردوں کے پاس پڑھا کرو۔"

○اخرجہ النسائی فی "عمل الیوم واللیلۃ" (ص ٥٨١) برقم (١٠٧٤، ١٠٧٥)○و احمد فی "مسندہ" ٥/٢٦، ٢٧ ○ و ابو داؤد فی "السنن" ٣/٨٩ کتاب الجنائز باب القراءۃ عند المیت، و ابن ماجہ فی السنن" ١/ ٤٠١ کتاب "و الطیالسی ١٢٦ برقم (ص ٩٣) ○ و ابن ابی شیبہ فی "المصنف" ٣/ ٢٣٧ ○ و البیہقی فی "السنن الکبری" ٣/٣٨٣ کتاب الجنائز○ و شعب الایمان (٢/ ٥٤٥) برقم (٢٢٣٢) ○

والطبرانی فی "المعجم الکبیر" ۲۰/۱۸۰ ۱۸۱،۱۸۹ برقم (۵۱۰،۱۱۰،۵ ۵۴۱،) و البغوی فی " شرح السنة " ۵/ ۲۹ برقم(۱۳۶۳) ○ و فی معالم التنزیل ۳/۲۱ ○ و البخاری فی تاریخ الکبیر"کتب الکنی" ۵۸ برقم (۵ ۵) ○ و عبد الحق الاشبیلی فی "العاقبة" ۲۵۵ برقم(۵۷۶) ○ و محمد بن نصر فی "قیام اللیل" ۱۱۸ فی باب ثواب القراة باللیل ○ وابن حبان فی الصحیح ۲/۶ برقم(۲۹۹۱) و الحاکم فی المستدرک ۱/۵۶۵ کتاب فضائل القرآن ○

اس حدیث کے بارے میں حضرت امام عبد الحق الاشبیلی نے فرمایا

وهذا یحتمل ان تکون هذه عند المیت فی حال موته و یحتمل ان تکون عند قبره

○ کتاب العاقبه ۲۵۵ عند رقم الحدیث (۵۷۶) ○

اور اس میں احتمال ہے کہ کوئی کے مرتے وقت سورہ یٰسین پڑھی جائے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ قراۃ اس کی قبر کے پاس کی جائے۔

ابن قیم (شاگرد ابن تیمیہ) موسس ثانی مذہب وہابیہ نے کہا

"و هذا یحتمل ان یراد به قراتها علی المحتضر عند موته مثل قوله لقنوا موتاکم "لااله الا الله"، ویحتمل ان یراد به القراة عند

اور اس میں احتمال کہ اس پڑھنے سے مراد مرنے والے پر روح قبض ہوتے وقت پڑھا جائے جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ مرنے والے کو لا الہ الا

القبر والاول ضعيف ○ كتاب الروح
صفحه ... ○

اس کی تلقین کرو اور یہ بھی احتمال ہے کہ قبر پر سورہ یٰسین پڑھو اور یہ احتمال زیادہ ظاہر ہے۔

حضرت امام محمد بن احمد انصاری القرطبی ۶۷۱ھ فرماتے ہیں

"هذا يحتمل ان تكون هذه القرأة عند الميت في حال موته و يحتمل ان تكون عند قبره"

○ التذكرة في احوال الموتى و امور الآخرة (صفحہ ۸۰)○

اس میں یہ احتمال ہے کہ یہ قرأت قریب الموت کے وقت ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ قرأۃ قبر پر ہو۔

حضرت امام جلال الدین السیوطی فرماتے ہیں

"قلت و بالاول قال الجمهور و بالثاني قال ابن عبد الواحد المقدسي، في الجزء الذي تقدمت، الاشارة اليه و بالتعميم في الحالين قال المحب الطبري من متاخري اصحابنا"

○ شرح الصدور (صفحہ ۳۰۳)○

میں کہتا ہوں کہ جمہور کے نزدیک پہلا قول یعنی عند المحتضر اور دوسرا (کہ قبر پر قرأت کی جائے) یہ امام عبد الواحد المقدسی نے اپنے جز میں اختیار کیا جس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے، اور ہر دونوں جگہوں پر قرأت کے عموم پر ہمارے اصحاب شوافع متاخرین میں سے امام محب الدین الطبری نے اختیار کیا ہے۔

اس حدیث شریف پر البانی نے تین اعتراضات کیے

۱- کہ ابو عثمان مجہول ہے۔

۲- اس کا باپ بھی مجہول ہے۔

۳- اس کی سند میں اضطراب ہے۔

جہاں تک ابو عثمان کا تعلق ہے۔ تو اس کا نام ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ (کتاب الثقات ۵/۶۶۳) اور امام بخاری نے تاریخ کبیر کتاب الکنی ۵۸ رقم (۵۰۵) میں اس کا ذکر کیا اور کوئی جرح نہیں کی۔ لہذا اس راوی کی حدیث حسن درجہ کی حدیث ہوتی ہے۔

دوسرا اعتراض یہ کہ اس کا والد بھی مجہول ہے۔

تو اس کا جواب ہے کہ بعض روایات میں اس کا باپ راوی ہی نہیں۔ بلکہ ابو عثمان براہ راست حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں اس لئے یہ اعتراض بے کار ہے۔

تیسرا اعتراض کہ اس کی سند میں اضطراب ہے کبھی ابو عثمان، عن ابیہ عن معقل بن یسار روایت کرتا ہے اور کبھی عن معقل بن یسار روایت کرتا ہے۔

جواب:

اصل میں امام ابو عثمان یہ روایت براہ راست بھی روایت کرتے ہیں۔ اور بھی والد کے طریق سے۔ تو یہ اعتراض ہی نہیں ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ انہوں نے

یہ روایت دونوں طریقوں سے سنی ہو اور یہ عام طور پر بعض احادیث میں ہوتا ہے۔
کیونکہ ان کی ملاقات و روایت براہ راست بھی حضرت معقل بن یسار سے ثابت ہے۔

حضرت امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

"ابو عثمان وليس بالنهدي قيل اسمه سعد روى عن معقل بن يسار و انس بن مالك و انس بن جندل و قيل عن ابيه عن معقل"

○ تهذيب التهذيب ١٦٣/١٢ برقم (٧٨٢ قسم الكنى)○

ابو عثمان جو کہ نہدی نہیں ہیں اس کا نام سعد بیان کیا جاتا ہے یہ حضرت معقل بن یسار و انس بن مالک، انس بن جندل سے روایت کرتا ہے اور کہا گیا ہے کہ معقل بن یسار سے عن ابیہ کے طریقہ سے بھی روایت کرتا ہے۔

اس حدیث پر چوتھا اعتراض یہ ہے کہ اس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے۔
تو اس کا جواب دیتے ہوئے امام حاکم اور امام ذہبی فرماتے ہیں

اوقفه يحى بن سعيد وغيره عن سليمان التيمي و القول فيه قول ابن المبارك اذالزيادة عن الثقة مقبولة

○ المستدرك ٥٦٥/١

اس کو یحیٰی بن سعید وغیرہ نے سلیمان تیمی سے موقوف روایت کیا ہے اور امام عبداللہ بن مبارک نے مرفوع اور اس میں قول امام عبداللہ بن مبارک کا راجح ہے کیونکہ وہ ثقہ ہیں اور ثقہ کی زیادت

تلخیص الذهبی ○ مقبول ہے۔

⊛ حدیث نمبر {۲} ⊛

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

"اذا مات احد کم فلا تحبسوه و اسرعو به الی قبره ولیقرا عند رأسه بفاتحه الکتاب و عند رجلیه بخا تمة البقرة فی قبره"

تم میں سے جب کوئی وفات پا جائے تو اس کو روکے نہ رکھو بلکہ جلدی اس کو قبر کی طرف لے چلو اور بعد از دفن اس کے سرہانے سورہ فاتحہ اور قدموں کی طرف سورۃ البقرہ کا آخری رکوع تلاوت کرو۔

○ المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲/ ۲۱ برقم (۱۳۲۱۳) ○ و شعب الایمان للبیهقی ۷/۱۶ برقم (۹۲۹۴) ○ مشکوٰۃ المصابیح ۱۴۹ باب دفن الفصل الثالث، الامر بالمعروف والنهی عن المنکر للخلال ۱۲۲ برقم (۲۳۹) ○

یہ حدیث شریف قرأة علی القبور پر نص ہے اور اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ قبر پر قرأت قرآن پاک سنت رسول ﷺ اور سنت صحابہ ہے۔

اس حدیث شریف پر حافظ محمد گوندلوی نے یہ اعتراض کیا ہے

اس کی سند میں یحیی بن عبد اللہ بن ضحاک بابلتی ہے جس کو ابو زرعہ

نے ضعیف کہا ہے۔ ابن عدی نے کہا اس کی حدیثیں اچھی ہیں مگر اس نے اوزاعی سے نہیں سنا۔ امام احمد نے اس سماع سے ثابت کیا ہے۔

○ الاھداء الثواب از محمد گوندلوی صفحہ ۳۰○

میں کہتا ہوں کہ اس کی احادیث کو امام ابن عدی نے صالح کہا ہے اور امام یحییٰ بن معین نے اوزاعی سے اس کے سماع کی نفی کی ہے۔ جبکہ امام احمد نے اس سے بھی سماع ثابت کیا ہے جیسا کہ گوندلوی صاحب کی عبارت میں بھی موجود ہے اور پھر مذکورہ روایت امام اوزاعی سے ہے ہی نہیں بلکہ ہماری مستدل روایت میں یہ ایوب بن نہیک سے روایت کر رہا ہے۔

اور امام ابو زرعہ اور دیگر محدثین کی جروح مبہم اور غیر مفسر ہیں لہذا ان کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

حضرت امام خلیل بن عبد اللہ الخلیلی فرماتے ہیں

"یحیی بن عبد الله البابلتی القاضی شیخ مشهور اکثر عن الاوزاعی و طعنوا فی سماعه منه منهم من یحسن القول فیه و منهم من یضعف"

○ الارشاد فی معرفة علماء الحدیث ۱۲۸○

اور اس میں ایک راوی ایوب بن نہیک الحلبی ہے جس کو امام ابن ابی حاتم و ازدی نے ضعیف کہا جبکہ امام ابن حبان نے اس کو ثقات میں شمار کیا ہے۔

لہذا ثابت ہوا کہ یہ حدیث بھی پہلی حدیث کی طرح کم از کم حسن درجہ کی حدیث ہے۔

○ تاریخ یحیی بن معین ۲/۴۱۵، ۴/۴۴۹ برقم (۵۲۲۸) و ۴/۵۰۲ برقم (۵۴۱۳)○

حصہ اور اس کا آخری حصہ پڑھنا کیونکہ میں نے دیکھا کہ حضرت عبد اللہ اس کو اچھا جانتے تھے۔

اس صحیح حدیث سے پتا چلا کہ قبرستان جا کر قبور پر قرآن پڑھنا صحابہ کرام کا معمول تھا اور اس کی وصیت فرمایا کرتے تھے۔ یہ روایت حدیث نمبر ۲ کی بھی تصحیح کرتی ہے کہ یہ فعل حضرت عبد اللہ بن عمر خود بھی کیا کرتے تھے۔

اس حدیث شریف کے تمام راوی ثقات میں سے ہیں اس کے پہلے راوی حضرت یحیی بن معین ہیں۔ یہ امام موسس فی الجرح والتعدیل امام الحدیث ہیں ان کی ثقاہت میں شک کرنا اپنے آپ کو مجروح کرنے کے مترادف ہے۔

دوسرے راوی

مبشر بن اسمعیل الحلبی یہ بھی زبردست ثقہ ہیں۔

امام عثمان بن سعید الدارمی حضرت امام یحیی بن معین سے نقل فرماتے ہیں

سألته عن مبشر بن اسمعيل؟ فقال ثقة،

○ تاريخ عثمان بن سعيد (ص ۲۰۵ برقم (۷٦۰)○

امام ابو داؤد صاحب السنن فرماتے ہیں:

"سمعت احمد بن حنبل قيل له مبشر بن اسمعيل الحلبی قال قد رايته لم يكن به

میں نے حضرت امام احمد بن حنبل سے سنا ان سے مبشر بن اسمعیل الحلبی کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا میں نے اس کو

بأس"
دیکھا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

○سوالات ابی داود للامام احمد بن حنبل اص ۲۷۰- ۲۷۱) برقم (۲۱۲)○

امام ابن سعد فرماتے ہیں

"وکان ثقة مامونا"
وہ ثقہ اور مامون ہے۔

○الطبقات الکبری ۷/ ۳۵۱
زیر بشر بن اسمعیل ○

امام ابن حبان نے ثقات ۹/ ۱۴۳ میں ذکر کیا۔

امام ذہبی فرماتے ہیں:

"ثقه" ○الکاشف ۳/ ۱۰۴ برقم (۵۳۷۲)○

امام ذہبی ہی فرماتے ہیں:

"تکلم فیه بلا حجة"
اس میں بغیر دلیل کے کلام کیا گیا ہے۔

میزان الاعتدال ۳/ ۳۳۳ برقم (۷۱۵۱)۔

اس کا تیسرا راوی:

عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج ہے۔

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

"مقبول من السابعة" یہ مقبول ہے

○ تقریب التہذیب (ص ۲۰۸)○

اور امام ابن حبان نے اس کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب الثقات (۸ / ۹۰)
اور اس پر کسی بھی محدث کی کوئی جرح ثابت نہیں ہے۔

چوتھے راوی العلاء بن اللجلاج

امام عجلی فرماتے ہیں

"شامی تابعی ثقہ" کہ یہ شامی تابعی ہیں اور ثقہ ہیں۔

○ تاریخ ثقات ۳۴۳ رقم (۱۱۶۳)○

امام ابن حبان نے کتاب الثقات ۵ / ۲۳۵ میں ذکر کیا

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں

"ثقہ من الرابعة" ثقہ ہے۔

(تقریب التہذیب (ص ۲۶۹)

اس سے ثابت ہوا کہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔

حضرت امام حافظ عبدالحق اشبیلی ۵۸۲ھ فرماتے ہیں

"وروی عن عبد اللّٰہ بن عمر ابن الخطاب رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما انہ امر أن یقرأ عند قبرہ سورۃ البقرۃ و قد روی اباحۃ قرأۃ القرآن عند القبر عن العلاء بن للجلاج"

○ کتاب العاقبة (ص ۲۵۵) رقم

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آپ نے حکم فرمایا تھا کہ ان کی قبر کے پاس سورہ بقرہ پڑھی جائے اور حضرت العلاء بن الجلاج سے بھی اس کی اباحت کی روایت کی گئی ہے۔

علامہ ابن القیم نے لکھا ہے

"وقد ذکر عن جماعۃ السلف انہم اوصوا ان یقرأ عند قبورہم وقت الدفن، یروی ان عبد اللّٰہ بن عمر امر أن یقرأ عند قبرہ سورۃ "البقرۃ" وعن رای ذلک العلاء بن عبد الرحمن"

○ کتاب الروح ۱۳ المسئلة الاولیٰ ○

اسلاف کی ایک جماعت سے ذکر کیا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی قبر پر سورۃ بقرہ پڑھنے کی وصیت کی تھی۔ حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے حکم فرمایا تھا کہ میری قبر کے پاس سورہ بقرہ پڑھی جائے اور حضرت العلاء بن عبد الرحمٰن بھی اس خیال کے تھے۔

حضرت امام بیہقی فرماتے ہیں

"وقد روینا القراءة المذکورة فیه عن ابن عمر موقوفاً"

○ شعب الایمان ج ۷ / ۱۶ ○

اور یہ قراءت مذکورہ یعنی (سورۃ بقرہ) تو یہ حضرت عبد اللہ بن عمر سے موقوفاً مروی ہے۔

۞ حدیث نمبر {۳} ۞

قال الطبرانی حدثنا ابو اسامه عبد الله بن محمد بن ابی اسامة الحلبی ثنا ابی (ح) و حدثنا ابراهیم بن دحیم الدمشقی ثنا ابی (ح)، وحدثنا الحسین بن اسحق التستری ثنا علی بن بحر قالوا ثنا مبشر بن اسماعیل حدثنی عبدالرحمن بن العلاء بن اللجلاج عن ابیه قال لی ابی یا بنی اذا انا مت فالحدنی، فاذا وضعتنی فی لحدی فقل بسم الله وعلی ملة رسول الله، ثم

سند مذکور حضرت علاء بن لجلاج فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے وصیت فرمائی کہ اے بیٹا جب میں انتقال کر جاؤں تو میری لحد تیار کرنا اور جب مجھے میری لحد میں رکھنا تو کہنا بسم اللہ و علی ملة رسول اللہ ﷺ پھر مجھ پر مٹی ڈالنا جب قبر مکمل ہو جائے تو میرے سرہانے سورۃ البقرہ کا ابتدائی و آخری حصہ تلاوت کرنا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا انہوں نے اسی طرح حکم فرمایا تھا۔

سن علی الثری سنّا ثم اقرأ عند
راسی بفاتحة البقرة و خاتمتها
فانی سمعت رسول اللهﷺ
یقول ذلک"

○المعجم الکبیر ۹ ۱۹۵، رقم (۴۹۱)○

امام ہیثمی فرماتے ہیں:

"رواہ الطبرانی فی الکبیر و رجالہ موثقون"

○مجمع الزوائد ۳/ ٤٤ باب مایقول عند ادخال المیت القبر○

اس روایت کے بھی تمام راوی ثقہ ہیں جیسا کہ حضرت علامہ ہیثمی نے فرمایا، اکثر حضرات کی توثیق تو پچھلی حدیث شریف کے تحت گذر چکی ہے۔ یہ حدیث شریف چونکہ مرفوع ہے تو ثابت ہوا کہ پیارے آقاﷺ کا بھی یہی حکم ہے کہ قبرستان جا کر قبور کے سرہانے کھڑے ہو کر قرآن پڑھنا جائز ہے۔

تحقیق رواۃ:

اس حدیث شریف میں مبشر بن اسمٰعیل سے راوی ہے۔ علی بن حجر یہ راوی زبردست ثقہ ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں

"ذکرہ ابن سعد فی الطبقة الثامنة من اھل البصرة و قال مھنأ سألت احمد عنه فقال لا بأس به فقلت ثقة ھو؟ قال نعم وقال ابن معین و ابو حاتم و العجلی والدار قطنی ثقة وقال الحاکم ثقة مامون ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال ابن قانع ثقة"

○ تہذیب ۷/۲۸۵ برقم (۴۹۴)○

ابن سعد نے اس کو اہل بصرہ کے آٹھویں طبقہ میں شمار کیا اور مھنا نے کہا کہ میں نے امام احمد سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ لا بأس بہ ہے۔ میں نے کہا ثقہ ہے؟ فرمایا ہاں، امام یحیٰی بن معین، ابو حاتم عجلی دار قطنی نے فرمایا ثقہ ہے، امام حاکم نے کہا ثقہ مامون ہے۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا اور ابن قانع نے کہا ثقہ ہے۔

اور اس سے روایت کرنے والے امام طبرانی کے تین شیوخ ہیں۔

۱ ◆ امام الحسین بن اسحاق بن ابراھیم التستری

۲ ◆ امام ابو اسامه عبد الله بن محمد بن اسامه

۳ ◆ امام ابراھیم بن دحیم الدمشقی

ان میں سے امام الحسین بن اسحاق بن ابراھیم التستری کے متعلق امام ذھبی فرماتے ہیں

" وکان من الحفاظ الرحالة "

○ سیر اعلام النبلاء ۵۷/۱۴○

یہ ایسے حفاظ میں سے ہیں کہ جو طلب حدیث کے لئے اسفار کرنے والوں میں مشہور ہیں۔

قاضی محمد بن علی فرماتے ہیں

"ذکرہ ابو بکر الخلال فقال شیخ جلیل وکان رجلا مقدماً رایت موسی بن اسحاق القاضی یکرمه و یقدمه"

○ طبقات الحنابلة (ص۱۰۱) للقاضی ابن ابی یعلی ○

اس کو امام ابو بکر الخلال نے ذکر کیا اور فرمایا کہ بڑے شیخ ہیں اور یہ حنابلہ میں سے متقدمین میں سے ہے۔ میں نے قاضی موسیٰ بن اسحاق کو دیکھا کہ ان کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔

یہ راوی بھی ثقہ ہے اور پھر اس کے متابع شیخ ابو اسامہ عبد اللہ بن محمد اور ابراہیم بن وحیم بھی ہیں

تو ثابت ہوا یہ روایت مرفوعاً و موقوفاً دونوں طریقوں سے صحیح و ثابت ہے۔

⊛ حدیث نمبر {۵} ⊛

"عن علی موسیٰ الرضا عن ابیه موسیٰ ابن جعفر عن ابیه جعفر بن محمد عن ابیه محمد بن علی عن ابیه علی بن الحسین عن ابیه الحسین بن علی عن ابیه علی بن ابی طالب کرم الله وجهه قال: قال رسول الله ﷺ من

سند مذکور: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی قبرستان سے گزرے اور سورہ اخلاص اکیس مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخش دے تو اس کو تمام مردوں کی گنتی کے برابر ثواب دیا جائے گا۔

من علی المقابر فقرأ "قل هو الله احد" احدی و عشرین مرة ثم وهب اجره للاموات أعطی من الاجر بعدد الاموات"

○ اخرجه الدیلمی فی فردوس الاخبار ٣٨/٤ برقم (٨ ٥٦٠) ○ والرافعی فی تاریخ كذا قال العجلونی فی كشف الخفاء ٣٨٢/٢ برقم (٢٦٣٠) و الهندی فی كنزالعمال ٦٥٥/١٥ برقم (٤٢٥٩٦) ○ واخرجه ابو محمد السمرقندی فی فضائل "قل هو الله احد" كذا قال السیوطی فی شرح الصدور (ص٣ ٠٤) ○ والسلفی كذا قال القرطبی فی التذكرہ (ص٧٥) ○

❁ حدیث نمبر {٦} ❁

"عن انس رضی الله تعالی عنه ان رسول الله ﷺ قال: من دخل المقابر، فقرأ سورة یٰس، خفف الله عنهم، وكان له بعدد من فیها حسنات"

○ اخرجه عبد العزیز صاحب الخلال بسنده كذا فی شرح الصدور للسیوطی (ص٤٠٤) و نقله القرطبی فی التذكرہ (ص ٨) ○

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی قبرستان میں داخل ہو اور سورہ یٰسین کی تلاوت کرے تو ان قبرستان والوں سے اللہ تعالیٰ عذاب میں تخفیف فرماتا ہے اور پڑھنے والے کو مردوں کی تعداد کے مطابق نیکیاں ملیں گیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبرستان جا کر قبروں پر قرآن پڑھنا صحابہ کرام کی اکثریت کا معمول تھا۔ یہ عمل خیر القرون میں خاص طور مدینہ میں ہوتا تھا۔ بعد اب یہ بدعت کیسے ہو سکتا ہے؟

نمبر {۱۰}

"اخبرني الحسن الهيثم قال كان خطاب يحيى وبيده معقوده ويقول اذا وردت المقابر فاقرأ (قل هو الله احد) واجعل ثوابها لاهل المقابر"

○الامر بالمعروف و النهي عن المنكر (ص١٢٤) برقم (٢٤٧)○

امام خطاب میرے پاس آئے اور مجھے فرمایا کہ جب تو قبرستان جائے تو سورہ اخلاص پڑھ اور اس کا ثواب قبرستان والوں کو بخش دے۔

نمبر {۱۱}

"قال ابوبكر الخلال اخبرني الحسن بن الهيثم قال سمعت ابابكر الاطروش ابن بنت ابي نصر التمار يقول كان رجل

حضرت امام ابو بکر الاطروش فرماتے ہیں کہ ایک نیک و صالح شخص اپنی والدہ کی قبر پر جمعہ کے دن آیا اور سورۃ یٰسین تلاوت کی اور پھر کچھ دنوں بعد آیا

صنيع يجئ الى قبر امه يوم
الجمعة فيقرأ سورة يسين، فجاء
في بعض ايامه فقرأ سورة يسين
ثم قال: اللهم ان كنت قسمت لهذه
السورة ثوابا فاجعله في اهل هذه
المقابر، فلما كان يوم الجمعة
التي تليها جاءت امرأة فقالت ان
ابنة لي ماتت، فرأيتها في النوم
جالسة على شفير قبرها فقلت
لها ما اجلسك ههنا؟ قالت ان
فلانا ، ابن فلان جاء الى قبر امه
فقرأ سورة يسين، جعل ثوابها
لاهل المقابر، فاصابنا من روح
ذلك ، او غفرلنا ، او نحو ذلك"

○ الامر بالمعروف و نهى عن
المنكر للخلال (ص۱۲٤) برقم (
۲٤۸)○

اور سورۂ یٰسین کی تلاوت کی اور پھر کہا
کہ اے اللہ اگر اس سورۃ کا کوئی ثواب
ہے تو اس کا ثواب ان قبرستان والوں کو
پہنچادے پس جب اگلے جمعہ کا دن آیا تو
اس کے پاس ایک عورت آئی اور کہا کہ
میری بیٹی فوت ہو گئی ہے۔ میں نے
اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ قبر کے
کنارے بیٹھی ہے میں نے اس سے پوچھا
تو یہاں کیوں بیٹھی ہے تو اس نے کہا کہ
فلاں شخص فلاں کا بیٹا اپنی ماں کی قبر پر
آیا اور اس نے سورۂ یٰسین پڑھی اور اس
کا ثواب قبرستان والوں کو پہنچایا تو ہمیں
ملا ہے خوشی اسی کے سبب ہے یا اس نے
کہا کہ ہم کو بخش دیا گیا ہے۔ یا اسی
طرح کے کچھ الفاظ کہے۔

حضرات آئمہ اسلاف

۞ {١٣} ۞

حضرت امام ابراہیم النخعی

"عن المروذي عن ابراهيم قال لا بأس بقراءة القرآن في المقابر"

امام ابراہیم النخعی نے ارشاد فرمایا قبرستان میں قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں

○ اخرجه ابو بكر الخلال في الامر بالمعروف و النهي عن المنكر (ص ١٢٣) برقم (٢٤٥) ○

۞ {١٤} ۞

امام شافعی:

"قال ابو بكر الخلال، اخبرني روح بن الفرج قال سمعت الحسن بن الصباح الزعفراني يقول سألت الشافعي عن القرأة عند القبور فقال لا بأس به"

امام الحسن بن الصباح الزعفرانی فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی سے دریافت کیا کہ قبرستان میں قبروں پر قرآن پڑھنا کیسا ہے تو فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔

○ الامر بالمعروف و النهي عن المنكر للخلال (ص ١٢٣) برقم (٢٤٣) ○

امام نووی فرماتے ہیں:

"قال الشافعی و الاصحاب یستحب ان یقرؤا عندہ شیأ من القرآن قالوا فان ختموا القرآن کلہ کان حسناً"

امام شافعی اور آپ کے اصحاب نے فرمایا یہ مستحب ہے کہ قبر کے پاس قرآن میں سے کچھ پڑھا جائے اور اگر پورا قرآن ختم کیا جائے تو یہ بہت اچھا ہے۔

○ کتاب الاذکار (ص ۱۴۷) باب ما یقولہ بعد الدفن ○

آپ مزید فرماتے ہیں

" ویستحب للزائر الاکثار من قرأۃ القرآن و الذکر والدعاء لاھل تلک المقبرۃ وسائر الموتی و المسلمین اجمعین ، ویستحب الاکثار من الزیارۃ وان یکثر الوقوف عند قبور اھل الخیر والفضل "

قبرستان کی زیارت کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ قرآن کی قرأت ذکر اور صاحب قبر کے لئے اور تمام مسلمانوں مرنے والوں کے لئے دعا کی کثرت کرے اور یہ کہ زیارت بار بار کرنا مستحب ہے۔ اور اولیاء کی قبور کے پاس زیادہ کھڑا ہوا کرے۔

○ الاذکار (ص۱۵۲) باب ما یقولہ زائر القبور ○

"قال ابن ابی لیلی وقال محمدبن احمد سمعت احمد بن حنبل یقول اذا دخلتم المقابر فاقرؤا آیة الکرسی وثلاث مرار ﴿قل ھو اللہ احد﴾ ثم قولوا اللّٰھم ان فضلہ لاھل المقابر"

○ طبقات الحنابلة لابن ابی یعلی ۱۹۶ ○ المغنی لابن القدامة المقدسی ۴۲۶/۱ باب زیارة القبور○

امام محمد بن احمد (جو کہ امام احمد بن حنبل کے ثقہ اصحاب میں سے ہیں) کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے سنا آپ فرماتے تھے جب تم قبرستان میں داخل ہو تو آیت الکرسی اور تین مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھ کر یوں دعا کرو اے اللہ اس کو قبرستان والوں کے لئے فضیلت بنا۔

"وروی ابو بکرالشافعی قال محمد بن احمد المروزی سمعت احمد بن حنبل یقول اذا دخلتم المقابر فاقروا بفاتحة الکتاب والموذتین و قل ھو اللہ احد و اجعلوا ثواب ذلک لاھل المقابر فانہ یصل الیھم"

امام محمد بن احمد المروزی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام بن حنبل سے سنا آپ فرماتے ہیں کہ جب تم قبرستان میں جاؤ تو سورۃ فاتحہ اور تینوں قل شریف پڑھو اور اس کا ثواب قبرستان میں مدفون لوگوں کو بخشو وہ ثواب ان کو پہنچے گا۔

○ طبقات الحنابلة، ص ۱۹۶ ○ احیاء علوم الدین للغزالی /۵۲۳ بیان زیارة القبور○ التذکرہ فی احوال الموتی و امور الآخرة للامام قرطبی ۲۰/

حضرت امام احمد بن حنبل کا رجوع:

حضرت امام احمد بن حنبل نے قرأۃ علی القبور کو بدعت فرمانے سے رجوع فرمایا تھا جیسا کہ اوپر گزرا ہے شاید جو آپ سے رجوع کی طرف شروع فرمایا ہے۔

حضرت امام حافظ عبد الحق الاشبیلی فرماتے ہیں:

"ویروی ایضاً ان احمد بن حنبل رجع الی هذا بعد ما کان ینکره"	حضرت امام احمد بن حنبل نے انکار کے بعد اس مسئلہ سے رجوع فرمایا تھا۔

○ کتاب العاقبة (ص۲۵۵) برقم (۵۷۸) ○

علامہ ابن تیمیہ موسس اول مذہب وہابیہ نے لکھا

" و رخص فیها فی الروایة المتأخرة لما بلغه ان عبد الله بن عمر اوصی ان یقرأ عند دفنه بفواتح البقرة وخواتمها"	اور امام احمد بن حنبل نے ایک متاخر روایت میں قبرستان میں قرآن پڑھنے کی رخصت دی ہے کہ جب ان کو یہ حدیث پہنچی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قبر پر بوقت دفن سورہ بقرۃ کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنے کی وصیت فرمائی تھی۔

○ فتاوی ابن تیمیه ۲۱۷/۲٤ ○

حضرت امام موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ، المتوفی ۶۲۰ھ، فرماتے ہیں

"وروی عنه انه قال القرأة عند القبر بدعة وروی ذلك عن هیثم قال ابو بکر نقل ذلك عن احمد جماعة ثم رجع رجوعاً ابان به عن نفسه"

○ المغنی لابن قدامه ۴۲۶/۱ باب زیارة القبور○

امام احمد سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا قبر پر قرآن پڑھنا بدعت ہے اور یہ ہیثم سے روایت کی گئی ہے امام ابو بکر نے فرمایا کہ امام احمد سے یہ ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ پھر انہوں نے اس سے رجوع فرمایا اور انہوں نے بدعت کہنا چھوڑ دیا"

میرے خیال میں امام احمد بن حنبل مطلق "قرآة علی القبر" کے بدعت ہونے کے قائل شروع سے ہی نہیں تھے بلکہ مصحف سے دیکھ کر پڑھنے کو بدعت کہتے تھے پھر اس سے بھی رجوع فرمالیا جیسا کہ آپ کے بیٹے عبد اللہ نے نقل فرمایا ہے۔

حضرت امام عبد اللہ بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

"قال سمعت ابی عن رجل یقرأ عند القبر علی المیت قال ارجو ان لا یکون به باس، قال سألت ابی عن الرجل یحمل معه المصحف الی القبر یقرأ علیه قال هذه بدعة"

فرمایا کہ میں نے اپنے باپ (امام احمد بن حنبل) سے سنا اس شخص میں کہ جو میت پر قبر کے پاس قرآن پڑھتا ہے تو فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

پھر فرمایا کہ میں نے ان سے پوچھا اس شخص کے بارے کہ جو قرآن اپنے ساتھ قبرستان لے جاتا ہے تاکہ قبر پر پڑھے تو فرمایا کہ یہ بدعت ہے۔

○ مسائل امام احمد ۱۴۵ برقم (۵۴۳ ۱۰۵۴)○

اور امام صاحب نے شاید اس کو بدعت بھی اس لئے فرمایا تھا کہ قرآن مجید بصورت مصحف، مجلد نبی کریم ﷺ کے ظاہری زمانہ اقدس میں موجود نہ تھا۔ لیکن جب آپ کو صحیح حدیث مل گئی آپ نے اس سے بھی رجوع فرمایا ہے۔

جیسا کہ حضرت امام مالک سے روایت کی گئی ہے۔ کہ مساجد میں قراۃ قرآن مصحف سے دیکھ کر بدعت ہے۔

حضرت امام ابو محمد عبد اللہ بن ابو زید القیروانی مالکی ۳۸۶ھ فرماتے ہیں:

"ولم تكن القراۃ فی المسجد فی المصحف من امر القديم و اول من احدثه الحجاج واكره ان يقرأ فی المصحف فی المسجد"

مسجد میں مصحف سے دیکھ کر تلاوت کرنا اسلاف میں رائج نہیں تھا اس کو سب سے پہلے حجاج نے جاری کیا اور میں مسجد میں مصحف سے دیکھ کر قرآن پڑھنے کو مکروہ سمجھتا ہوں۔

○ كتاب الجامع فی السنن و الاداب و المغازی والتاريخ (ص ۱۶۳)○

وکان ابن حماد المقرئ یرشد الیه انا اخبرنی قال کنت مع احمد بن حنبل و محمد بن قدامة الجوهری فی جنازة فلما دفن المیت جلس رجل ضریر یقرأ عند القبر، فقال له احمد یا هذا ان القرأة عند القبر بدعة فلما خرجنا من المقابر قال محمد بن قدامة لاحمد بن حنبل یا ابا عبد الله ما تقول فی مبشر الحلبی؟ قال ثقة، قال کتبت عنه شیئا؟ قال نعم، قال فاخبرنی مبشر عن عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج عن ابیه انه اوصی اذا دفن ان یقرأ عند راسه بفاتحة البقرة و خاتمتها وقال سمعت ابن عمر یوصی بذالک . فقال احمد ارجع فقل للرجل یقرأ"

○ الامر بالمعروف و النهی عن المنکر للخلال (ص۱۲۲) برقم (۲٤۰)○

بن حنبل اور امام محمد بن قدامہ جوھری کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضر تھا۔ جب میت کو دفن کر دیا گیا تو ایک نابینا شخص قبر پر قرآن پڑھنے کے لئے بیٹھ گیا تو امام احمد نے فرمایا کہ اے شخص قبر کے پاس قرآن پڑھنا بدعت ہے۔ جب ہم قبرستان سے نکلے تو محمد بن قدامہ نے امام احمد سے پوچھا کہ آپ مبشر حلبی کے بارے کیا فرماتے ہیں؟ تو امام احمد نے فرمایا: وہ ثقہ ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا میں اس سے روایت لے سکتا ہوں؟ تو فرمایا: ہاں انہوں نے فرمایا کہ مجھے خبر دی مبشر حلبی نے انہوں نے عبد الرحمٰن بن العلاء بن اللجلاج سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ان کے والد نے وصیت کی کہ جب مجھے دفن کر چکو تو میرے سرہانے سورۃ بقرہ کا اول و آخر تلاوت کرنا کیونکہ میں نے عبد اللہ بن عمر سے سنا کہ انہوں نے یہی وصیت فرمائی تھی تو امام احمد نے فرمایا کہ فوراً پلٹ جاؤ اور اس شخص کو کہو کہ وہ قبر کے پاس قرآن پڑھے۔

اس مسئلہ کے بارے میں غیر مقلد مولوی محمد عبدہ فیروزپوری نے قصب
علامہ البانی سے یہ قصہ نقل کر کے اس کے چند جوابات دیے ہیں

* امام احمد بن حنبل سے اس قصہ کا ثبوت محل نظر ہے کیونکہ اس میں ابن قدامہ کے استاذ حسن بن احمد الوراق غیر معروف ہیں اور ہمارے پاس کتب رجال کا جو ذخیرہ ہے کسی میں اس کا ترجمہ نہیں ہے۔ اسی طرح ان کے شیخ علی بن موسیٰ الحداد بھی غیر معروف ہیں۔
* ۲ اس کے مقابلہ میں ابوداؤد کی منع والی روایت بالکل واضح ہے۔
* ۳ اس کا مستند حضرت ابن عمر کا اثر ہے اور اس اسناد کے ساتھ حضرت ابن عمر سے یہ ثابت نہیں ہے کیونکہ عبدالرحمٰن بن العلاء مجہول ہے۔
* ۴ اور اگر حضرت ابن عمر سے ثابت بھی ہو جائے تو پھر بھی یہ روایت موقوف ہے حجت نہیں ہو سکتی۔

○ احکام جنائز (ص ۲۰۸-۲۰۹)○

قارئین کرام یہ ہیں وہابیوں کے محققین، محدثین ان کے القاب دیکھیں تو آپ پریشان ہو جائیں کہ شاید دنیا میں یہی محدث و محقق ہیں دوسرے سب لوگ تو جاہل و ان پڑھ ہیں۔

یہ البانی جو اس روایت کو غیر ثابت کہہ رہا ہے اس کے بارے میں علماء نجد کے ارشادات پڑھیں اور پھر سوچیں کہ اگر ان کے سب سے بڑے محدث کا یہ حال ہے تو ان کے اصاغر کا کیا حال ہو گا۔

(۱) سابق مفتی اعظم یہ بن باز کہتا ہے۔

ما رأیت تحت ادیم السماء عالماً بالحدیث فی العصر الحدیث مثل العلامۃ محمد ناصر الدین الالبانی

میں نے اس زمانے میں روئے زمین پر علامہ محمد ناصر الدین البانی جیسا محدث نہیں دیکھا۔"

(۲) محمد مقبل الوداعی یمنی (نجدی) کہتا ہے۔

علم حدیث میں شیخ البانی جیسا کوئی نہیں

(۳) عبد الصمد شرف الدین (ہندوستان) نے کہا

شیخ البانی اس صدی کے سب سے بڑے محدث ہیں۔

○ ملاحظہ ہو ماہنامہ محدث لاہور نومبر ۱۹۹۹ء (ص ۱۲)○

قارئین محترم یہ ہے وہابیوں کا اس صدی کا سب سے بڑا محدث اور مجدد اس کی اصل شان محدثیت دیکھنی ہو تو حضرت شیخ حسن بن علی سقاف کی لاجواب کتاب " تناقضات الالبانی الواضحات" ملاحظہ فرمائیں۔

حضرات محترم اصول یہ ہے کہ کسی بھی روایت کی سند پر جرح کرتے وقت اس کے تمام طرق مد نظر رکھنے چاہیں جس راوی پر جرح کرنی مقصود ہو اس کے تمام متابع و شواہد کا لحاظ کرنا چاہیے اور اگر وہ واقعی متفرد ہو تو پھر اس پر جرح کر کے یوں

کتنا مناسب ہوگا کہ اس کا ثبوت محل نظر ہے۔

ملاحظہ فرمائیں حضرت امام ابو بکر الخلال نے مذکورہ واقعہ کی اس سند کے علاوہ دوسری سند بھی پیش فرمائی ہے جو کہ صحیح ہے اور اس میں مذکورہ دونوں راوی نہیں ہیں لیکن اپنی طرف سے کوئی وضاحت نہیں دی۔ کیا یہ اس صدی کے سب سے بڑے محدث کے شایان شان تھا؟

دوسری سند ملاحظہ فرمائیں

امام ابو بکر فرماتے ہیں:

"واخبرنا ابو بكر بن صدقة قال سمعت عثمان بن احمد بن ابراهيم الموصلي قال كان ابو عبد الله احمد بن حنبل في جنازة و معه محمد بن قدامه الجوهري قال فلما قبر الميت جعل انسان يقرأ عنده فقال ابو عبد الله لرجل تمر الى ذلك الرجل الذي يقرأ فقل له لا تفعل فلما مضى قال له محمد بن قدامه مبشر الحلبي كيف هو؟ فذكر القصة بعينها"

○ الامر بالمعروف و النهي عن المنكر للخلال (ص۱۲۲-۱۲۳) برقم (۲٤۱)○

آپ اس سند میں امام ابو بکر الخلال کا شیخ حسن بن احمد الوراق کی بجائے ابو بکر بن صدقہ ہے۔ جو کہ الحسن بن احمد کا متابع ہے اس کا نام احمد بن محمد بن عبد اللہ بن صدقہ ابو بکر ہے جو کہ ثقہ و مامون ہے۔

حضرت امام ابو بکر الخلال فرماتے ہیں:

" وسمعت أيضا احمد بن محمد بن عبد الله بن صدقة ابو بكر شيخنا الثقة المأمون وابو بكر بن صدقة قد سمع من احمد بن حنبل مسائل كثيرة سمعنا منه وكان رجل جليل في زمانه "

○ كتاب السنة للخلال ۲۱۳/۱ برقم، ۲٤٠ ○

اور میں نے احمد بن محمد بن عبد اللہ بن صدقہ ابو بکر اپنے شیخ سے سنا جو کہ ثقہ اور مامون ہے اور ابو بکر بن صدقہ نے امام احمد بن حنبل سے بہت سارے مسائل سنے اور ہم نے ان سے سنے اور وہ اپنے زمانے کے جلیل القدر شخص تھے۔

امام دار قطنی فرماتے ہیں:

" ابو بكر بن صدقة، الحافظ احمد بن محمد، ثقة ثقة "

ابو بکر بن صدقہ ..... ثقہ ہے ثقہ ہے۔

○ سوالات الحاكم النيسابوري للدارقطني (ص۹۹) برقم (۳۸) ○

امام ابو بکر الخطیب بغدادی فرماتے ہیں:

"وذكره ابن المنادي في كتاب انواع القراء فقال كان من الحذق والضبط على نهاية

اس کو ابن المنادی نے کتاب انواع القراء میں ذکر کیا ہے اور کہا کہ یہ نہایت ہی حذاق و ضابط تھے اور تمام محدثین ان

جائے۔

جناب ہو جائے تمیں بالکل یقیناً یہ حجت ہے۔

پھر آگے البانی نے لکھا ہے۔

یہ روایت موقوف ہے جو کہ حجت نہیں ہو سکتی۔

یہ عجیب بات ہے اگر واقعی یہ موقوف ہی ہوتی تو امام احمد بن حنبل کے نزدیک تو قابل حجت ہو اور البانی کے نزدیک نا قابل حجت کیوں؟ اگر یہ واقعی موقوف ہی ہوتی تو امام احمد بن حنبل کے نزدیک تو قابل حجت تھی لیکن یہ تو اس صحیح سند کے ساتھ مرفوع بھی ثابت ہے جیسا کہ ہم پچھلے صفحات میں بیان کرتے آئے ہیں؟

کچھ دیگر دلائل

حضرت عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز:

"وکان عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز لا یجالس الناس و نزل مقبرۃ وکان لا یری الا وبیدہ کتاب یقرأہ فسئل عن ذلک فیقول لم ار واعظا اوعظ من القبر ولا ممتعا امتع من کتاب اللہ"

○ تہذیب الاسرار لعبد الملک بن محمد الحرکوشی (ص۳۱۰) ○

عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز جب بھی قبرستان جاتے تو لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھتے ہمیشہ ان کے پاس کتاب (قرآن) ہوتی اور وہ پڑھتے رہتے جب ان سے اس کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں نے کوئی واعظ جو نصیحت کرے قبر سے اچھا نہیں دیکھا اور نہ ہی کوئی نفع دینے والا قرآن سے زیادہ نفع مند دیکھا ہے۔

حضرت امام قرطبی:

حضرت امام شمس الدین محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح القرطبی فرماتے ہیں

"وقد استدل بعض علمائنا على قراءة القرآن بحديث العسيب الرطب الذي شقه النبي ﷺ باثنين ثم غرس على هذا واحد وعلى هذا واحد ثم قال لعله ان يخفف عنهما مالم ييبسا"

○ التذكرہ (ص ۷۰) ○

ہمارے بعض علماء نے قبر پر قرآن کے پڑھنے کا استدلال اس حدیث سے کیا ہے جس میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک شاخ لیکر اس کو دو کیا اور دونوں قبروں پر گاڑ دیا اور فرمایا کہ جب تک یہ خشک نہ ہونگی ان قبر والوں پر عذاب کی تخفیف ہوگی۔

امام خیثمہ:

"عن خيثمة انه اوصى ان يدفن في مقبرة يقرأ قومه"

○ كتاب الزهد لامام احمد (ص ۴۲۹) ○

امام خیثمہ نے وصیت فرمائی کہ ان کو قبرستان میں دفن کیا جائے تو ان کی قوم ان پر قرآن پڑھے۔

امام ابن الصلاح

حضرت امام تقی الدین ابن الصلاح سے سوال ہوا

"هل يجوز للانسان ان يقرأ

کیا انسان کے لئے جائز ہے

القرآن ويهديه لوالديه ولاقاربه خاصة ولأموات المسلمين عامة، هل تجوز القرأة من القرب و البعد على القبر خاصة؟

کہ وہ قرآن پڑھے اور اس کا ثواب اپنے والدین و اقرباء کو بالخصوص اور عام مسلمان مرنے والوں کو بالعموم ہدیہ کرے اور کیا قرآن پڑھنا قبر کے قریب یا دور اس میں فرق ہے؟

اجاب(رضی الله تعالی عنه) اما قرأة القرآن ففيه خلاف بين الفقهاء، والذی عليه عمل اكثر الناس تجويز ذلك، وينبغی ان يقول اذا اراد ذلك اللهم اوصل ثواب ما قرأته لفلان ولمن يريد فيجعله دعاء ولا يختلف فی ذلك القريب والبعيد"

تو آپ نے جواب دیا کہ قرآت قرآن کے ثواب پہنچانے میں فقہا کا اختلاف ہے اور اکثریت کے نزدیک یہ جائز ہے اور چاہیے کہ وہ یوں کہے اے اللہ جو میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب فلاں کو پہنچا اور جس کو چاہے اس کو دعا میں شامل کرے اور قبر کے قریب یا دور پڑھنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

○ فتاوی ابن الصلاح ۱/۱۹۲ - ۱۹۳ برقم (۴۰) ○

امام ابن عقیل الحنبلی:

حضرت امام ابن عقیل حنبلی فرماتے ہیں۔

"هذا عندی يكون واصلا بالقرأة عند قبره"

میرے نزدیک یہ ہے کہ اس کی قبر کے قریب پڑھنے سے اس کو ثواب پہنچے گا۔

○ كتاب الفنون لابن عقيل حنبلی ۲/۶۰۲ رقم المسئلة ۶۱ باب اهداء الثواب الی الاموات○

علامہ ابن تیمیہ اور مسئلہ ایصال ثواب:

علامہ ابن تیمیہ جو مسلک اہل مذہب وہابیہ نے اس مسئلہ پر تفصیل گفتگو کی ہے اس میں سے مختصر موضوع سے متعلق چند نقل کیا جاتا ہے۔ آپ چند سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ

"لكن اذا تصدق عن الميت على من يقرأ القرآن او غيرهم ينفعه ذلك باتفاق المسلمين كذالك من قرأ القرآن محتسبا و اهداه الى الميت نفعه ذلك"

○ مجموع فتاوی ابن تیمیہ ج ۲۴ ص ۳۰۰ ○

تحقیق جب میت کی طرف سے وہ صدقہ کہ جس پر قرآن پڑھا گیا ہے تو وہ بھی میت کو نفع دیتا ہے۔ اس میں تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اور یہ ہی جس نے قرآن ثواب کی نیت سے پڑھا اور اس کا ثواب میت کو بخشا تو وہ اس کو فائدہ دیگا۔

"وقد تنازع الناس في القرأة على القبر فكرهها ابو حنيفة و مالك واحمد في اكثر الروايات عنه ورخص فيها في الرواية المتاخرة لما بلغه ان عبد الله بن عمر اوصى ان يقرأ عند دفنه بفواتح البقرة و خواتمها وقد نقل عن بعض الانصار انه اوصى عند قبره بالبقرة"

اور لوگوں نے قبر پر قرات کرنے میں اختلاف کیا ہے اس کو امام ابو حنیفہ و امام مالک اور امام احمد نے اکثر روایات میں اس سے انکار کیا ہے۔ اور دوسری متاخر روایت میں امام احمد نے اس کی رخصت عنایت فرمائی ہے کہ جب ان کو پتہ چلا کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر نے وصیت فرماتے ہوئے فرمایا کہ ان کے دفن کے بعد ان کی قبر کے

○ مجموع فتاوی ابن تیمیه ۲۴/۳۱۷○

سرہانے سورۂ بقرہ کا اول و آخر پڑھا جائے۔

اور بعض انصار سے بھی روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے یہ وصیت فرمائی کہ ان کی قبر کے پاس سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جائے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی:

حضرت علامہ شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن حجر عسقلانی فرماتے ہیں

"ان المعنى فيه انه يسبح مادام رطبا فيحصل التخفيف ببركة التسبيح و على هذا فيطرد في كل مافيه رطوبة من الاشجار و غيرها وكذلك فيما فيه بركة كالذكر و تلاوة القرآن من باب الاولى"

○ فتح الباری بشرح البخاری ۱/۲۵۵ کتاب الوضوء باب من الکبائر ان لا یستتر من بولہ○

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک یہ دونوں شاخیں تر رہیں گی اللہ کی تسبیح کرتی رہیں گی تو ان کی تسبیح کی برکت سے ان پر سے عذاب کی تخفیف ہو گی اسی طرح ہر وہ چیز کہ جس میں رطوبت ہو گی وہ تسبیح کرے گی۔ درختوں اور دیگر (اشیاء، پھول وغیرہ) اور اسی طرح جیسے کہ ذکر اور تلاوت قرآن ہے تو یہ تو بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔

اجماع امت:

میت کی طرف سے صدقہ، خیرات، قرآن کی تلاوت، دیگر عمل صالح کرنا اور اس کا ثواب میت کو پہنچنا اجماع امت سے ہے اور اجماع کا منکر گمراہ ہوتا ہے جیسا کہ کتب اصول میں تفصیل سے درج ہے۔

حضرت امام ابن قدامہ مقدسی حنبلی فرماتے ہیں

"ولنا ما ذکر ناہ وانہ اجماع المسلمین فانھم فی کل عصر و مصر یجتمعون یقرأون القرآن و یھدون ثوابہ الی موتاھم من غیر نکیر"

○ المغنی مع الشرح الکبیر ۲/۴۲۹ باب قرأۃ القرآن علی المقابر○

اور ہمارے دلائل سے جو کہ ہم نے بیان کئے اور یہ کہ اس پر اجماع ہے کیونکہ ہمیشہ سے ہر دور میں اور ہر شہر میں لوگ اکٹھے ہوتے ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں اور اس کا ثواب اپنے مرنے والوں کو بخشتے ہیں اور اس کا کسی نے انکار نہیں کیا۔

امام سروجی حنفی:

حضرت قاضی القضاۃ شمس الدین ابو العباس احمد بن ابراہیم بن عبد الغنی السروجی الحنفی مفتی دیار مصریہ نہایہ میں فرماتے ہیں

"ومما یدل علی ھذا

اور اس پر دلالت یہ چیز کرتی ہے کہ

ایضا ان المسلمین یجتمعون بعد فی کل عصر و یقراون القرآن ویہدون لموتاہم ولم ینکرہ منکر فکان اجماعا"

○ تحفات المسلمات فی وصول اہدی الثواب للاموات ٥٤ طبع دہلی○

تمام مسلمان ہر زمانے میں جمع ہوتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں اور اس کا ثواب اپنے وفات پانے والوں کو بخشتے ہیں اور کسی منکر نے اس کا انکار نہیں کیا تو یہ اس پر اجماع ہوا۔

مذہب مالکیہ :

حضرت امام قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں

"واستدل بعض العلماء من ہذا علی ہذا التاویل علی استحباب تلاوۃ القرآن علی القبور ولانہ اذا کان یرجی التخفیف علی المیت بتسبیح الشجر فتلاوۃ القرآن اعظم رجاء ونفعا

○ اکمال المعلم بفوائد المسلم للقاضی عیاض ۲/۱۲۰○

اور بعض علماء نے (قبر پر ٹہنیاں رکھنے سے) استدلال کیا کہ قبر پر تلاوت قرآن کرنا مستحب ہے۔ کیونکہ جب درخت کی شاخوں کی تسبیح سے میت کے عذاب کی تخفیف کی امید ہے تو پھر قرآن کی قرأت سے تو زیادہ امید اور نفع ہونا چاہیے۔

حضرت امام شیخ محمد بن خلیفہ الابی مالکی فرماتے ہیں

"واخذت منه تلاوة القرآن على القبر لانه اذا رجى التخفيف بتسبيح الشجر فالقرآن اولى"

○ شرح صحيح مسلم لابی ۲/۱۲۵ ○

اور اس سے قبر پر قرآن پڑھنے کے جواز پر استدلال کیا گیا ہے کیونکہ جب درخت کی تسبیح سے میت سے عذاب کی تخفیف کی امید ہے تو پھر قرآن سے تو بدرجہ اولیٰ ہونی چاہیے۔

حضرت امام محمد بن یوسف السنوسی الحسنی فرماتے ہیں

"و اخذ منه تلاوة القرآن على القبر"

اور اس سے قبر پر قرآن کی تلاوت کرنا اخذ کیا گیا ہے۔

○ مكمل اكمال الاكمال شرح صحيح مسلم ۲/۱۲۵ ○

حضرت امام ابن ہلال مالکی فرماتے ہیں

"الذی افتى به ابن رشد و ذهب اليه غير واحد من آئمتنا بالاندلس ان الميت ينتفع بقرأة القرآن ويصل اليه نفعه و يحصل له اجره اذا وهب القاری ثوابه له

وہ جو امام ابن رشد مالکی نے فتویٰ دیا اسی طرف ہمارے اندلس کے ائمہ کی اکثریت ہے کہ میت قراءۃ قرآن سے نفع حاصل کرتی ہے۔ اور اس کا نفع اس کو پہنچتا ہے اور پڑھنے والا اس کو

و به جرى عمل المسلمين شرقا و غرباً و وقفوا على ذلك اوقافاً واستمر عليه الامر منذ از منة سالفة"

○ كتاب النوازل لابن هلال اسعاف المسلمين و المسلمات للمحمد العربى بن التبانى مكى (ص ٥٨ – ٥٩)○

ثواب ہدیہ کرے تو اس اجر سے اس کو نفع حاصل ہوتا ہے۔ اور مشرق و مغرب میں تمام دنیا کے مسلمانوں کا اس پر عمل ہے اور اس پر تمام کا اتفاق ہے اور صدیوں سے مستقل طور پر مسلمان اس پر عمل پیرا ہیں۔ یعنی قرآن پڑھ کر مرنے والوں کو بخشنے کے عمل پر تمام مسلمان متفق ہیں۔ اور صدیوں سے یہ کام استمرار کے ساتھ ہو رہا ہے۔

تو اس بات سے ثابت ہوا کہ تمام امت کا یہی عمل ہے اور مسلمانوں میں اس کا کوئی بھی منکر نہیں ہے اگر چند غیر مقلد نجدی اس کے مخالف بھی ہوں تو اجماع امت میں ان کا خلاف کچھ حیثیت نہیں رکھتا جیسا کہ مختلف محدثین و فقہاء نے بیان فرمایا ہے۔

امام زین الدین ابو الفضل عبد الرحیم بن الحسن العراقی ۸۰۶ھ فرماتے ہیں

"وقد احسن القاضى ابو بكر حيث قال ان اهل الظاهر

اور بہترین قول اس سلسلہ میں قاضی ابو بکر کا ہے کہ اہل ظاہر

ليسو امن العلماء ولا من الفقهاء فلا يعتد بخلا فهم بل هم من جملة العوام"

○ طرح التثريب فى شرح التقريب للحافظ العراقى ٢/٣٧ باب ما ينفسدا الماء ومالا ينفسده ○

(غیر مقلدین) علماء اور فقہاء میں شمار نہیں ہوتے اور ان کا اجماع وغیرہ میں اختلاف کرنا کسی شمار میں نہیں آئے گا بلکہ وہ تو عوام اور جہال میں شامل ہیں۔

حضرت امام بدر الدین زرکشی فرماتے ہیں:

"قال امام الحرمين المحققون لايقيمون لخلاف الظاهر يه وزناً ---- و نقل ابن الصلاح عن الاستاد ابى منصور انه حكى عن ابن ابى هريرة و غيره انهم لا يعتد بخلافهم ----"

البحر المحيط فى اصول الفقه للزركشى ٤/٤٧٦

امام الحرمین نے فرمایا: محققین، غیر مقلدین (ظاہر یہ) کے اجماع کی مخالفت میں کوئی وزن نہیں سمجھتے ---- اور امام ابن الصلاح نے استاد ابو منصور سے نقل فرمایا اور وہ امام ابن ابی ہریرہ وغیرہ سے حکایت فرماتے ہیں کہ غیر مقلدین کا اجماع کے انکار میں کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

حضرت امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں:

"واعلم ان الائمة صرحوا بأن الظاهرية لا يعتد بخلافهم ولا يجوز تقليد احد منهم لانهم سلبوا العقول حتى انكروا القياس الجلى"

كف الرعاع عن محرمات اللهو والسماع (۲/ ۳۰۵)

حضرت امام علامہ تاج الدین السبکی فرماتے ہیں

والثانی: عدم اعتباره مطلقاً، وهو رأی الأستاذ أبی اسحاق (الاسفرائینی)، ونقله عن الجمهور، حیث قال: قال الجمهور: انهم یعنی نفاة القیاس لا یبلغون رتبة الاجتهاد، ولا یجوز تقلیدهم القضاء، وان ابن ابی هریرة وغیره من الشافعیین لا یعتدون بخلافهم فی الفروع

وهذا هو اختیار امام الحرمین، وعزاه الی اهل التحقیق، فقال: والمحققون من علماء الشریعة لا یقیمون لاهل الظاهر وزنا وقال فی کتاب "ادب القضاء" من "النهایة" کل مسلك یختص به اصحاب الظاهر عن القیاسین فالحکم بحسب منصوص

اور دوسرا قول یہ ہے کہ اصحاب ظواہر کے خلاف کا اعتبار مطلقاً نہیں کیا جاتا اور یہی رائے استاذ ابو اسحٰق الاسفرائینی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ہے اور انہوں نے جمہور سے بھی نقل فرمایا ہے کہ جمہور علماء نے فرمایا کہ بے شک اہل ظواہر اجتہاد کے درجہ تک نہیں پہنچے اور نہ ہی قضا میں ان کی تقلید جائز ہے امام ابن ابی ہریرہ وغیرہ شوافع نے فرمایا کہ فروع میں ان کے اختلاف کو کوئی اہمیت نہیں دی جائے گی۔ اور اس کو امام الحرمین نے ترجیح دی ہے اور فرمایا ہے کہ محققین علماء کا یہی مذہب ہے اور فرمایا کہ شریعت کے محققین علماء اہل ظواہر کی رائے کو کوئی وزن نہیں دیتے اور کتاب نہایہ کی کتاب ادب القضاء میں فرمایا: ہر اس مذہب کو جس میں اہل ظواہر ہم سے علیحدہ رائے رکھتے ہوں تو ان کی طرف دھیان نہیں کرنا چاہیے

قال وبحق قال حبر الاصول القاضي ابوبكر انی لا اعدهم من علماء الامة، ولا ابالي بخلافهم ولا وفاقهم

اور حق بات حضرت امام قاضی ابو بکر باقلانی نے کی اور فرمایا میں غیر مقلدین کو علمائے امت میں شمار نہیں کرتا اور نہ ان کی کسی مسئلہ میں مخالفت اور موافقت کی پروا کرتا ہوں۔

وقال في باب "قطع اليد والرجل في السرقة" ذكرنا في مواضع في الاصول والفروع ان اصحاب الظاهر ليسوا من علماء الشريعة

(طبقات الشافعية الكبرى ٢/٢٨٩)

اور کتاب السرقہ کے باب قطع الید والرجل میں فرمایا ہم نے اصول و فروع کے کئی مواقع پر بیان کیا ہے کہ اصحاب ظواہر (غیر مقلدین) علماء شریعت میں سے نہیں ہیں (بلکہ یہ جہال میں سے ہیں)

حضرت امام [illegible] (...) فرماتے ہیں

وامثال هؤلاء لا يعتد بخلافهم ولا يؤنس بوفاقهم

(الفصول في الاصول ٢/١٢٥)

ان (غیر مقلدین) کی مثل لوگوں کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ان کی موافقت کا اعتبار ہے

امام دقیق العید:

حضرت امام شیخ الاسلام محمد بن علی بن وہب تقی الدین بن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ حدیث جریدتین کے تحت فرماتے ہیں

"من حیث ان المعنى الذى ذكرنا فى التخفيف عن صاحبى القبرين هو تسبيح النبات ما دام رطباً فقرأة القرآن فى الانسان اولى بذلك"

○العدة لابن دقيق العيد ٢/٢٧٤-٢٧٥○

اور یہ جو ان دونوں قبر والوں کے عذاب میں تخفیف ہونے کا معنی ہم نے بیان کیا ہے تو یہ نباتات کی تسبیح کے سبب تھا جب کہ وہ تازہ رہیں تو پس انسان کے لیے قرأۃ قرآن تو اس سے زیادہ اولی ہے۔

اور حضرت امام ابن دقیق العید کا اپنا عمل بھی اسی کے مطابق تھا۔

حضرت امام ابن حجر عسقلانی بیان فرماتے ہیں:

"قرأت بخط محمد بن عبد الرحمن العثمانى قاضى صفد اخبرنى الامير سيف الدين بلبان الحسامى، قال: خرجت

محمد مذکور امیر سیف الدین بلبان حسامی نے کہا کہ میں نے حضرت امام ابن دقیق العید کو ایک قبرستان میں دیکھا کہ کھڑے ہیں اور

يوما الى الصحراء فوجدت ابن دقيق العيد فى الجبانة و اقفا يقرأ و يدعو و يبكى فسألته فقال صاحب هذا القبر كان من اصحابى"

قرآن پڑھ رہے ہیں اور روتے ہوئے دعا مانگ رہے ہیں۔ میں نے اس کے بارے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ قبر والا میرے دوستوں میں سے تھا۔

○ الدرر الكامنة فى اعيان المائة الثامنة لابن حجر عسقلانى ٤/٩٥ ○

○ونقله عنه ايضاً الشوكانى فى البدر الطالع ٢/٢٣١ رقم الترجمة٤٨٧○

حضرت امام ابو العباس احمد بن ادریس القرافی ۔ ۶۸۴ھ مالکی فرماتے ہیں

" ومن الفقها من يقول اذا قرئ عند القبر حصل للميت اجر المستمع " ولا يقع فيه خلاف انه تحصل لهم بركة المباركة القرأة لا ثوابها كما تحصل لهم بركة الرجل الصالح يدفن عندهم اويدفنون عنده و هذه المسألة و ان كانت مختلفا فيها فينبغى للانسان ان لا يهملها فجعل الحق هو

اور فقہاء میں سے بعض نے فرمایا: کہ جب قبر کے قریب قرآن پڑھا جائے تو میت کو اس کے سننے کا اجر ملے گا۔ اور یہ صحیح نہیں ...... اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس کو قرأۃ کی برکت حاصل ہو گی جیسا کہ ان کو نیک آدمی کی برکت حاصل ہوتی ہے جبکہ وہ ان کے پاس دفن ہوتا ہے یا وہ اس کے پاس دفن کیے جاتے ہیں۔۔ اور اس

بوصول لى الموتى وكذلك
فينبغي لدى عادة الناس يعملونه
اليوم فينبغي ان يعمل ، ويعتمد
في ذلك على فضل الله تعالى
○ الفروق انوار البروق في
انواء الفروق للقرافي ٢/٢٤٦
الفرق الثاني والسبعون و
المائة○

مسئلہ میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن انسان
کو چاہیے کہ وہ اس پڑھنے میں سستی نہ
کرے ممکن ہے کہ حق یہی ہو کہ اس کو
ثواب ملتا ہے اور اسی طرح لوگوں
کی جو عادت ہے کہ مرنے والوں کے
لئے تسبیح، تہلیل کرتے ہیں تو چاہیے
کہ یہ عمل کیا جائے اور اللہ کے فضل پر
بھروسہ رکھے کہ ان کو ثواب پہنچائے
گا۔

شیخ محمد علی بن حسین المالکی اسی کتاب کے حاشیہ میں فرماتے ہیں

واما القرأة على القبر
فقد نص ابن رشد في الاجوبة و
ابن العربي في احكام القرآن
والقرطبي في التذكرة على ان
الميت ينتفع بالقرأة قرئت على
القبر و في البيت او في بلاد الى
بلاد و وهب الثواب وقال ابن
الشاط وما قاله في هذا الفرق
صحيح نعم قال ابن الحاج في

اور قبر پر تلاوت قرآن تو ابن
رشد نے الاجوبہ، ابن عربی نے احکام
القرآن اور قرطبی نے تذکرہ میں اس پر
نص قائم کی ہے کہ میت کو قراۃ کا نفع و
فائدہ ہوتا ہے۔ چاہے وہ قرأت قبر کے
پاس کی جائے یا گھر میں یا کسی دوسرے
ملک میں اور وہ اس کا ثواب اس کو ھدیہ
کرے اور امام ابن شاط نے فرمایا اور جو
اس فرق میں بیان کیا گیا ہے وہ صحیح ہے

المدخل عن اراد وصول قرأته بلا خلاف فيجعل ذلك دعاء بان يقول اللهم اوصل ثواب ما اقرأ الى فلان كما فى حاشية للرهونى و كنون قال الرهونى و التهليل الذى قال فيه القرا فى ينبغى ان يعمل هو فدية لا إله الا الله سبعين الف مرة حسبما ذكره السنوسى وغيره -- "

○ تهذيب الفروق و القواعد السنيه فيها الاسرار الفقهية لشيخ محمد على بن حسين ۲/۲٤٥ ○

امام ابن الحاج نے مدخل میں فرمایا جو یہ چاہے کہ اس کی تلاوت کا ثواب بلا اختلاف میت کو پہنچ جائے تو وہ یوں کہے کہ اے اللہ جو میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب فلاں کو پہنچا دے۔ جیسا کہ حاشیہ رہونی اور کنون میں ہے امام الرہونی نے کہا اور تہلیل کہ جس کے بارے قرافی نے فرمایا تجھے چاہیے کہ وہ عمل کرے تو وہ اس کا فدیہ ہو گا یعنی وہ ستر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھے تو وہ اس کے لئے کافی ہو گا جیسا کہ امام سنوسی وغیرہ نے فرمایا ہے۔

حضرت علامہ سیوطی زیارۃ قبور کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں

ثم يقرأ ويدعو ليصلهم دعاؤه، وصدقته، نعم و قرأته من وجوه تحسن لمن تأملها -- فان قيل قرأته لسيت بسعيهم قلنا ولا صدقته قيل فيها دليل قلنا و

پھر ان کو ثواب پہنچانے کے لئے قرآن پڑھے اور دعا کرے تو ان کو پہنچے گا۔ اسی طرح اس کا کیا ہوا صدقہ، بلکہ اس اور قراءت بدرجہ اولی اس کیلئے جو اس میں تامل کرے۔ اور اگر کہا جائے کہ قراءۃ اس کی کوشش و عمل نہیں ہے تو ہم کہیں گے کہ صدقہ بھی تو اس کا نہ

لقرأته ادلة والاشارة كافية و من ثم اخذ بعضهم ما به الصلاة و قراة الاوزاعی رحمة الله قیاسا علی الحج ورئی کثیر من الموتی و خبروا بنفعهم القرآن"
○ فاكهه الصيف وانيس الضيف للامام سیوطی (ص ۲۲۸) ○

عمل نہیں ہے اور اگر کہا جائے کہ صدقہ پر تو دلیل ہے تو ہم کہیں گے کہ قرآن پر بھی دلائل ہیں اور اشارہ ہی کافی ہے اور پھر بعض نے اس کو نماز پر قیاس کیا ہے اور امام اوزاعی نے قرأۃ کو حج پر قیاس کیا ہے اور بہت سارے مرنے والوں کو خواب میں دیکھا گیا تو انہوں نے قرآن پڑھنے پر نفع، فائدہ ہونے کی خبریں دیں

ڈاکٹر وھبہ الزحیلی فرماتے ہیں

"قال الحنفية المختار عدم كراهة اجلاس القارئين ليقرؤا عند القبر، وقالوا في باب الحج عن الغير للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلاة كان عمله اوصوما او صدقة او غيرها وأن ذلك لا ينقص من اجره شيئا"

احناف نے کہا کہ قبر پر پڑھائی کرنے کے لئے قاریوں کو قبر پر بٹھانا مکروہ نہیں ہے انہوں نے باب حج عن الغیر، میں کہا کہ وہ اپنا ثواب دوسرے کو دے سکتا ہے وہ عمل چاہے نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا اسکے علاوہ دیگر اعمال اور یہ کہ اس کے اپنے ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہو گی۔

"وقال الحنابلة لاباس بالقرأة عند القبر للحديث المتقدم

اور حنابلہ نے کہا کہ قبر کے پاس قرآن کی قرأۃ کرنے میں کوئی حرج

من دخل المقابر، فقرأ سورة يس خفف عنهم يومئذ وقال المالكية تكره القراءة على الميت بعد موته و على قبره لانه ليس من عمل السلف، لكن المتاخرون على انه لا بأس بقراءة القرآن والذكر و جعل ثوابه للميت ويحصل له الاجر ان شاء الله"

نہیں ہے اور انہوں نے یہ فتویٰ اس حدیث کے تحت دیا فرمایا: کہ کوئی قبرستان میں جائے تو سورۃ یٰسین پڑھے تو اس دن تمام مردوں کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔ اور مالکیہ نے کہا کہ مرنے والے کے پاس یا اس کی قبر کے قریب قراۃ مکروہ ہے کیونکہ یہ عمل اسلاف کا نہیں لیکن متاخرین نے کہا کہ قراۃ قرآن اور ذکر کرنے اور اس کا ثواب میت کو بخشنے میں کوئی حرج نہیں اور اس کا ثواب ان شاء اللہ میت کو پہنچے گا۔

اور شافعی نے کہا کہ غیر کے عمل سے میت کو کوئی نفع نہیں ہو گا۔ جب کہ وہ اس کی طرف سے قصداً پڑھنا، قراۃ قرآن کرے لیکن متاخرین شوافع کی یہ تحقیق ہے کہ میت کو قراۃ کا ثواب پہنچتا ہے اور اس پر سب لوگوں کا عمل ہے بعد اس طرح متاخرین شافع کا مذہب بھی دیگر آئمہ کے مذہب کے موافق ہو گیا کہ قراۃ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔

○ فقہ الاسلامی و ادلتہ للزحیلی ۲/۵۵۱ – ۵۵۲ ○

علامہ سید محمد بن الزبیدی الشہیر مرتضیٰ زبیدی [illegible]
شرح [illegible] محمد بن علی بن محمد [illegible] السعودی [illegible]
اتحاف [illegible] ۱۲۱۳ھ [illegible]

"اختلف العلماء في ثواب القراءة للميت فذهب الاكثرون الى المنع وهو المشهور من مذهب الشافعي و مالك و نقل عن جماعة من الحنفية وقال كثيرون منهم يصل وبه قال الامام احمد بعد ان قال القراءة على القبر بدعة بل نقل عنه انه يصل الى الميت كل شئ من صدقة و صلاة و حج و صوم و اعتكاف و قراءة و ذكر و غيره ذلك ونقل ذلك عن جماعة من السلف و نقل عن الشافعي انتفاع الميت بالقراءة على قبره و اختاره شيخنا شهاب الدين ابن عقيل و تواتر ان الشافعي زار الليث بن سعد و اثنى عليه خيرا [illegible]

میت کے لئے قراءت کے ثواب میں علماء کا اختلاف ہے اکثر کہتے ہیں کہ نہیں پہنچتا اور امام شافعی و مالک کا مشہور مذہب یہی ہے اور احناف کی ایک جماعت سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے اور ان میں سے اکثریت کہتی ہے کہ یہ ثواب پہنچتا ہے اور یہی امام احمد نے فرمایا ہے، حالانکہ پہلے وہ قراءۃ علی القبور کو بدعت کہتے تھے بعد ازاں ان سے نقل کیا گیا ہے کہ میت کو ہر چیز کا ثواب پہنچتا ہے وہ چاہے صدقہ ہو یا نماز حج ہو یا روزہ اعتکاف ہو یا قراءۃ، ذکر وغیرہ اور اسلاف کی ایک جماعت سے یہی نقل کیا گیا ہے اور امام شافعی سے نقل کیا گیا ہے کہ قبر پر قرآن پڑھنے کا میت کو فائدہ ہوتا ہے اور ہمارے شیخ شہاب

وقال ارجو ان تدوم فكان الامر كذالك

الدین بن عقیل نے اسی کو اختیار فرمایا ہے اور یہ تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ امام شافعی نے حضرت لیث بن سعد کی قبر کی زیارۃ کی ور ان کی تعریف کی اور وہاں ختم قرآن کیا اور کہا میں چاہتا ہوں کہ ہمیشہ اسی طرح کروں۔

وقد افتى القاضى حسين بان الاستجار للقرأة على راس القبر جائز كاستجار للاذان و تعليم القرآن"

اور قاضی حسین نے فتویٰ دیا کہ قبر کے سرہانے قرآن اجرت پر پڑھنا جائز ہے جیسا کہ اجرت پر آذان دینا اور تعلیم قرآن دینا جائز ہے۔

وقال النووى فى زيادات الروضة ظاهر كلامه صحة الاجارة مطلقا وهو المختار فان موضع القرأة موضع بركة و تنزل الرحمة و هذا مقصود بنفع الميت ... وقال فى كتاب الوصية الذى يعتاد من قرأة القرآن على رأس القبر قد ذكرنا فى باب الاجارة طريقين فى عود فائدتها الى الميت

اور امام نووی نے زیادات روضہ میں فرمایا کہ امام قاضی حسین کی عبارت کا ظاہر یہی ہے کہ اجارہ مطلقاً جائز ہے اور یہی مختار ہے کیونکہ جس جگہ قرآۃ کی جائیگی وہاں برکت اور رحمت کا نزول ہوگا اور میت کے نفع کے لئے یہی مقصود ہے اور کتاب الوصیہ میں فرمایا یہ جو قبر پر قرآن پڑھنا متعارف ہے اس کے بارے میں ہم نے باب الاجارہ میں دو طریقے ذکر کئے ہیں کہ ان کا فائدہ میت کو

پہنچتا ہے

○ القول بالاحسان العميم فى انتفاع بالقرآن العظيم لابن نعمان بحواله اتحاف السادة المتقين للزبيدی ١٠/٣٦٩ ○

حضرت امام شیخ الاسلام تقی الدین محمد بن احمد الفتوحی فرماتے ہیں

" وسن ما يخفف عنه ولو بجعل جريدة رطبة فى القبر وذكر و قراءة عنده و كل قربة فعلها مسلم و جعل ثوابها لمسلم حى او ميت حصل له ولو جهله الجاعل و اهداء القرب مستحب" ○ منتهى الارادات للفتوحى ١٧١/١ بحواله تحقيق الآمال لسيد محمد بن علوى المالكى (ص ١٤٦) ○

اور مسنون ہے کہ جس سے اس پر سے تخفیف ہو اگرچہ تازہ شاخ قبر میں رکھنے سے ہو یا ذکر و تلاوت اس کے پاس کی جائے اور ہر نیکی جو مسلمان کرے اور اس کا ثواب دوسرے مسلمان زندہ یا مردہ کو بخشے تو وہ اس کو پہنچے گا اگرچہ کرنے والا اس سے بے خبر ہو اور ثواب ایصال کرنا مستحب ہے۔

حضرت الشیخ امام شمس الدین محمد بن مفلح المقدسی فرماتے ہیں

"لا تكره القراءة على القبر و فى المقبره نص عليه و اختاره ابو بكر و القاضى و جماعة و هو المذهب

قبر پر قرآن پڑھنا مکروہ نہیں اور نص مقبرہ پر اس کے جواز پر عمل قائم کی اور اس کو اختیار کیا امام ابو بکر اور قاضی اور ایک پوری جماعت نے اور

نفعه ان شاء الله "

ہو گا۔ ان شاء اللہ

○ فتوی ابن رشد ۳ / ۱۳۳۲ مسئلہ

نمبر ۵۲۸ ○

حضرات علمائے احناف (کثرہم اللہ تعالیٰ فی الدارین)

حضرت امام علامہ خاتمۃ المحققین محمد امین الشہیر بابن عابدین الحنفی ۱۲۵۳ھ فرماتے ہیں

"(قوله ويقرأ يس) لما ورد من دخل المقابر فقرأ سورة يس خفف الله عنهم يومئذ، وكان له بعدد من فيها حسنات، في شرح اللباب ويقرأ من القرآن ما تيسر له من الفاتحة واول البقرة الى المفلحون وآية الكرسي، وآمن الرسول، وسورة يس وتبارك الملك وسورة التكاثر والاخلاص اثنتي عشرة مرة او احدى عشر او سبعا او ثلاثا، ثم يقول اللهم اوصل ثواب ما قرأناه

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ سورۃ یٰسین پڑھے جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ جو قبرستان میں داخل ہو اور اس نے سورۃ یٰسین پڑھی تو اللہ تعالیٰ ان مردوں سے اس دن عذاب کی تخفیف فرما دے گا اور پڑھنے والے کو مردوں کی تعداد کے مطابق نیکیاں دے گا اور شرح اللباب میں ہے اور چاہیے کہ وہ قرآن میں سے کچھ پڑھے سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرۃ کا ابتداء مفلحون تک اور آیت الکرسی اور بقرۃ کا آخری رکوع اور سورۃ یٰسین سورہ ملک، سورۃ التکاثر، اخلاص بارہ مرتبہ یا گیارہ مرتبہ یا سات

الی فلاں او الیهم"	مرتبہ یا تین مرتبہ پڑھے پھر یوں کہے
○ رد المحتار شرح الدرالمختار ۱/۲٤۳ کتاب الجنائز باب مطلب فی زیارۃ القبور ○	اے اللہ جو میں نے پڑھا اس کا ثواب فلاں شخص یا اشخاص کو پہنچا۔

حضرت علامہ شیخ علاؤ الدین الحصکفی الحنفی ۱۰۸۸ھ فرماتے ہیں

"یقرأ یٰس و فی الحدیث من قرأ الاخلاص احد عشر مرۃ ثم وهب اجرها للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات"	وہ سورۃ یٰسین پڑھے اور حدیث میں ہے کہ جس نے سورۃ اخلاص ۱۱ مرتبہ پڑھی پھر اس کا ثواب مردوں کو بخش دے تو اس کو اموات کی تعداد کے برابر اجر دیا جائیگا۔
○ در المختار ۱۲٦ الفروع من الجنائز ○	

حضرت شیخ ابراہیم الحلبی الحنفی ۹۵٦ھ فرماتے ہیں

"و اختلف فی اجلاس القارئین لیقرؤا عند القبر و المختار عدم الکراهة"	اور قبر کے پاس قرآن پڑھنے کے لئے قاریوں کو بٹھانے میں اختلاف ہے اور مختار یہ ہے کہ یہ جائز ہے مکروہ نہیں ہے۔
○ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی السمهیر بشرح الکبیر ۵۸٦ ○	

حضرت امام علامہ سید احمد الطحطاوی الحنفی فرماتے ہیں

"واخذ من ذلك جواز القرآة على القبر و المسئلة ذات خلاف قال الامام تكره — و قال محمد تستحب لورود الآثار و هو مذهب المختار كما صرحوا في كتاب الاستحسان"

○ حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح ۳٤۱ فصل فی زيارة القبور ○

اور اس سے یہ مسئلہ اخذ کیا گیا ہے کہ قبر پر قرآن پڑھنے کی اجازت لینا جائز ہے اور اس میں مسئلہ یہ ہے کہ یہ امام اعظم کے نزدیک مکروہ ہے اور امام محمد فرماتے ہیں کہ مستحب ہے کیونکہ اس میں آثار وارد ہیں اور یہی مذہب مختار ہے جیسا کتاب الاستحسان میں اس کی صراحت کی گئی ہے۔

حضرت امام شیخ الاسلام ابو بکر بن علی بن محمد الحداد الیمنی الحنفی ت ۸۰۰ھ فرماتے ہیں:

"ويستحب اذا دفن الميت ان يجلسوا ساعة عند القبر بعد الفراغ بقدر ما ينحر جزور و يقسم لحمها يتلون القرآن و يدعون للميت — وكان ابن عمر

اور مستحب ہے کہ جب میت کو دفن کیا جائے تو کچھ دیر اس کی قبر کے پاس بیٹھیں جتنی دیر ایک اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت بنا کر تقسیم کر دیا جائے قرآن پڑھیں اور میت کے

"يستحب ان يقرأ على القبر بعد الدفن اول سورة البقرة و خاتمتها"

○ الجوهرة النيرة على مختصر القدوری ١/١٢٣ ○

کے دعا کرتیں اور حضرت ابن عمر اس کو مستحب سمجھتے تھے کہ دفن کے بعد سورۃ بقرۃ کا اول و آخر قبر پر پڑھا جائے۔

صاحب ہدایہ اور امام علامہ محقق علی الاطلاق محمد بن عبد الواحد ابن الہمام الحنفی ۸۶۱ھ فرماتے ہیں

"ان الانسان له ان يجعل ثواب عمله لغيره صلاة او صوم او صدقه او غيرها (كتلاوة القرآن والاذكار) عند اهل السنة والجماعة"

○ فتح القدير شرح الهدايه ٢/٦٥ باب الحج عن الغير ○

اہل سنت کے نزدیک انسان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو بخش دے نماز یا روزہ یا صدقہ یا اس طرح کوئی اور عمل جیسا کہ تلاوت قرآن ذکر و اذکار۔

حضرت امام قدوۃ المحققین والمحدثین بدر الدین ابو محمد محمود العینی ۸۵۵ھ فرماتے ہیں

"ان الانسان ان يجعل

اہلسنت کے نزدیک انسان

علامہ طحطاوی حنفی فرماتے ہیں

"واخذ منه جواز القراءة على القبور و هو المعتمد"

○حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح ۱/۳۲۱○

اور اس سے قبور پر قراءۃ کا جواز اخذ کیا گیا ہے اور یہی معتمد ہے۔

حضرت علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"ومما يدل على هذا ان المسلمين يجتمعون في كل عصر و زمان ويقرؤون القرآن ويهدون ثوابه لموتاهم و على هذا أهل الصلاح والديانة من كل مذهب من المالكية و الشافعية و غيرهم ولا ينكر ذلك منكر فكان اجماعا خلافا للمعتزلة

○البنایہ شرح الہدایۃ ۱/۱۱۱۲ کتاب الحج عن الغیر○

اور اس قرآن کی قراءۃ کے (ایصال ثواب) کے جواز پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ مسلمان ہر زمانے میں ہمیشہ اکٹھے ہوتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں اور اس کا ثواب اپنے فوت شدگان کو ہدیہ کرتے ہیں اور یہ تمام متقی اور پرہیزگار اور اہل صلاح و دیانت لوگ ہر مذہب کے ہیں مالکیہ اور شوافع و غیرھم میں سے ہیں اور کسی منکر نے اس کا انکار نہیں کیا (یہ بات وہابیہ کی پیدائش سے پہلے کی ہے) پس یہ اجماع ہوا۔ اس میں معتزلہ کو اختلاف ہے۔

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

مکروہ نیست قرات قرآن بر قبر و ہمیں صحیح ذکرہ الشیخ ابن الہمام (اشعۃ اللمعات ۱/ ۷۹۷)

اور قبر پر قرآن کی قرات مکروہ نہیں اور یہی صحیح مسلک ہے اسی کو شیخ ابن الہمام نے ذکر کیا ہے۔

علماء احناف کا متفق فیصلہ،

"الاصل فی هذا الباب ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاة کان او صوما او صدقة او غیرها کالحج و قراءة القرآن و الاذکار و زیارة قبور الانبیاء علیهم الصلاة والسلام و الشهداء و الاولیاء و الصالحین و تکفین الموتی و جمیع انواع البر کذا فی غایة السروجی شرح الهدایة"

○ فتاوی عالمگیری ۱/ ۲۵۷ الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر و ردالمحتار شرح الدر المختار ○

اور اس مسئلہ میں اصل بات یہ ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے کو بخش سکتا ہے وہ عمل نماز و روزہ، صدقہ یا اس طرح کے دیگر اعمال جیسا کہ حج قراءۃ قرآن ذکر اذکار، انبیاء علیہم السلام اور شہداء و اولیاء کرام کے مزارات کی زیارت مردوں کی تکفین اور نیکی کی تمام اقسام ہیں جیسا کہ غایۃ السروجی شرح ھدایہ میں ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے

"قراءة القرآن عند القبور عند محمد رحمه الله تعالى لا تكره ومشائخنا رحمهم الله تعالى اخذوا بقوله وهل ينتفع والمختار انه ينتفع هكذا في المضمرات"

○ فتاوى الهندية ١٦٦/١ كتاب الجنائز الفصل السادس في القبر والدفن ○

اور قبر کے پاس قرآن پڑھنا امام محمد کے نزدیک مکروہ نہیں ہے اور ہمارے مشائخ نے یہی قول قبول کیا ہے اور کیا میت کو اس سے فائدہ ہوتا ہے تو مختار قول کے مطابق اس کو نفع ہوتا ہے جیسا کہ مضمرات میں ہے۔

علامہ ابن نجیم شیخ زین حنفی فرماتے ہیں

"ولا بأس بقراءة القرآن عند القبور وربما تكون افضل من غيره ويجوز ان يخفف الله عن اهل القبور شيئا من عذاب القبر او يقطعه عند دعاء القارئ وتلاوته وفيه ورد آثار من دخل المقابر فقرا سورة يس خفف الله عنهم يومئذ وكان له بعدد من فيها"

اور قبور کے پاس قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بعض اوقات کسی دوسری جگہ پڑھنے سے یہاں پڑھنا افضل ہوتا ہے۔ اور جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ پڑھنے والے کی قرأت کے سبب اہل قبور سے عذاب میں تخفیف فرمادے یا بالکل ہی ختم فرمادے اور اس میں آثار وارد ہیں جیسا کہ جو کوئی قبرستان میں داخل ہوا اور اس نے سورۃ

بخشش پر بھی تو اللہ تعالیٰ ان اموات سے اس دن عذاب اٹھالیتا ہے اور قاری کو اموات کی تعداد کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے۔

○ البحر الرائق شرح كنز الدقائق لابن نجيم ۲/۱۹۵ ۱۹۶ ○

شیخ برکوی محمد آفندی فرماتے ہیں:

"وفي تاتارخانية قال الفقيه ابو الحسان الحافظ يحكي عن الشيخ محمد بن ابراهيم انه قال لاباس ان يقرأ على المقابر سورة الملك خفى او جهر بل مجوز القرأة القرآن في المقابر مطلق على ماهوالمختار للفتوى من قول محمد رحمه الله"

فتاویٰ تاتارخانیہ میں فقیہ ابو الحسان حافظ شیخ محمد بن ابراہیم سے نقل فرماتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ قبرستان میں سورۃ الملک پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، چاہے آہستہ آواز میں پڑھے یا بلند آواز سے بلکہ قبور پر قراءۃ قرآن مطلقاً جائز ہے اور یہی مختار للفتویٰ ہے اور امام محمد کا بھی یہی قول ہے۔

○ جلاء القلوب للبرکوی (ص ۹۵) ○

حضرت علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

"ثم رايت نحوه في وصايا الولوالجية و نصها ولو زار قبر صديق او قريب له و قرأ عنده شيأ من القرآن فهو

پھر میں نے فتاویٰ ولوالجیہ کے باب الوصایا میں دیکھا انہوں نے نص فرمائی کہ اگر کسی دوست یا اقربا کی قبر کی زیارت کی اور اس کے پاس قرآن

حسن وفي وصايا خزانة الفتاوى و لو زار قبر صديقه فقرأ عنده لا بأس به"

○ شفاء العليل وبل الغليل في حكم الوصية بالختمات و التهاليل لابن عابدين شامي(ص١٠١)○

میں سے کچھ پڑھا تو یہ بہت اچھا ہے اور خزانۃ الفتاوی کے باب الوصایا میں ہے کہ اگر دوست کی قبر کی زیارت کی اور اس کے پاس قرآن پڑھا تو یہ جائز ہے۔

حضرت علامہ مخدوم محمد جعفر بن عبد الحکیم بوبکانی السندی فرماتے ہیں

"في الذخيرة يستحب عند زيارة القبور قراءة سورة الاخلاص"

○ المتانة في مرمة عن الخزانة (ص ٢١٢) ○

فتاوی ذخیرہ میں ہے کہ قبور کی زیارت کے وقت سورۃ اخلاص کی تلاوت مستحب ہے

غیر مقلدین

غیر مقلدین کا کسی مسئلہ میں علمائے حق کے ساتھ متفق ہونا کوئی ضروری اور مفید نہیں اور ان کا علمائے حق سے اختلاف کوئی نقصان دہ چیز بھی نہیں ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے کہ ان کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا لیکن پھر بھی اپنے مضمون کو مزید مدلل کرنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند حوالے غیر مقلدین کے بھی نقل کر دیئے جائیں ہو سکتا ہے کہ کوئی منکر انہی کے حوالوں سے راہ راست پر آجائے کہ اس میں ہمارے علماء بھی جمہور علماء کے ساتھ ہیں۔

علامہ وحید الزمان حیدر آبادی نے لکھا ہے۔

"لا خلاف بین اهل السنة فی ان الاموات تنتفع بسعی الاحیاء فی امرین احدهما ما تسبب الیه المیت فی حیاته، والثانی دعا المسلمین و استغفار هم له والصدقة والحج و اختلف اصحابنا فی ثواب العبادات البدنیة کقرأة القرآن وغیرها و مذهب المحققین من اهل الحدیث ان ثواب کل عبادة بدنیة کانت کختم القرآن او مالیة کا الصدقة یصل الیهم ——— اهدی لهم کل الثواب او نصفه او ربعا نص علیه الامام احمد ، قال شیخنا ابن القیم قرأة القرآن، واهدأها للمیت تطوعا لغیر اجرة توصل الثواب الیه وهذا وان لم

اہل سنت کے درمیان اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں کہ مرنے والے زندوں کے اعمال سے دو امروں میں نفع حاصل کرتے ہیں ایک یہ کہ میت اپنی زندگی میں اس کا سبب بنی اور دوسرے مسلمانوں کی دعائیں اور ان کے لئے استغفار اور صدقہ ، حج وغیرہ اور ہمارے اصحاب (غیر مقلدین) نے عبادات بدنیہ کے ثواب میں اختلاف کیا ہے جیسا کہ قرأة قرآن وغیرہ اور محققین اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ ہر عبادت مثل ختم قرآن اور عبادت مالیہ صدقہ کا ثواب ان (مردوں) کو پہنچتا ہے..... تمام ثواب نصف یا آدھا یا چاہے چوتھا حصہ جیسے چاہے کرے اس پر امام احمد نے نص قائم فرمائی۔ ہمارے شیخ ابن قیم نے کہا

يكن معروفا فى السلف ولكن الدليل يقتضيه فانه اذا وصل ثواب الحج والصيام والدعا والاستغفار و الصدقة الى الميت بنصوص الاحاديث الصحيحة فاى مانع يمنع من وصول ثواب القرآن .... قلت و بهذا ظهر فساد ما قال بعض الاعلام من اصحابنا (اسمعيل دهلوى) ان اهداء ثواب العبادات البدنية بدعة

○ هدية المهدى (ص ۱۰۷)○

کہ قرأۃ قرآن اور اس کا ثواب میت کے لئے نفلی طور پر بغیر اجرت کے ہو تو پہنچتا ہے اور یہ اگرچہ اسلاف میں معروف نہیں لیکن دلیل اس کی تائید و تقاضہ کرتی ہے کیونکہ جب حج و روزہ اور دعا استغفار اور صدقہ کا ثواب صحیح احادیث کی نصوص کے مطابق پہنچتا ہے تو قرآن کی تلاوت کے ثواب پہنچنے سے کون سی چیز مانع ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس بات سے اس قول کا فساد ظاہر ہو گیا جو ہمارے اصحاب میں سے اسمٰعیل دہلوی نے کہا ہے کہ عبادات بدنیہ کا ثواب ایصال کرنا بدعت ہے۔

مولوی محمد ابوالحسن غیر مقلد مصنف ظفر المبین حصہ دوم نے لکھا ہے

اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ علما کہتے کہ قبر کے نزدیک قرآن پڑھنا مستحب ہے واسطے اس حدیث کے کہ آپ نے ایک کھجور کی چھڑی تازہ چیر کر گاڑی اس واسطے کہ جب چھڑی کی تسبیح سے تخفیف عذاب کی امید ہے تو پھر قبر کے پاس قرآن پڑھنے سے بطریق اولیٰ امید ہے۔

○ فقہ محمدیہ کلاں ۱، ۲۰۳○

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے۔

سوال: گھر یا قبرستان میں قرآن خوانی سے میت کو ایصال ثواب ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مرقومہ میں بعض علماء کے نزدیک جائز ہے۔

○ فتاوی ثنائیہ ۲ ۳۳ کتاب الجنائز باب ششم ○

مزید لکھا ہے کہ

سوال: میت کو ثواب رسانی کی غرض سے قرآن خوانی سے میت کو ایصال ثواب ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: بہ نیت نیک جائز ہے اگرچہ یہ ہیئت کذائی سنت سے ثابت نہیں میت کے حق میں سب سے مفید دعا اور قطعی ثبوت کا طریق استغفار ہے۔

○ ثنائیہ ۲/۵۱ ○

محمد بن اسمٰعیل الامیر الیمنی الصنعانی نے لکھا ہے

"و ذهب جماعة من اهل السنة و الحنفية الى ان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلاة كان او صوماً او حجا او صدقة او قرأة القرآن او ذكرا او اى انواع القرب وهذا هو القول الارجح دليلا ، وقد اخرج الدار قطنى ... ان رجلا سأل النبي ﷺ انه كيف يبر ابويه بعد موتهما فأجابه

اہلسنت اور احناف میں سے ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب دوسروں کو دے سکتا ہے وہ عمل نماز ہو یا روزہ یا حج اور صدقہ یا قرأۃ قرآن و ذکر یا کوئی بھی نیکی ہو اور یہی قول از روئے دلیل راجح ہے۔ امام دار قطنی نے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ اپنے والدین کے ساتھ ان

بأنه يصلي لهما مع صلاته و يصوم لهما مع صيامه واخرج ابوداود عن حديث معقل بن يسار عنه ﷺ اقرؤا على موتاكم سورة يس و هو شامل للميت بل هو الحقيقة فيه ' ○ سبل السلام شرح بلوغ المرام ۱/۵۸۶، ۵۸۷ ومسك الختام شرح بلوغ المرام للصديق الحسن بھوپالوی ۲/۲۹۴○

کے مرنے کے بعد کیسے نیکی کر سکتا ہے تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ وہ اپنی نماز کے ساتھ ان کے لیے نماز پڑھے اور اپنے روزے کے ساتھ ان کے لیے روزے رکھے اور ابو داؤد نے حضرت معقل بن یسار سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے مرنے والوں پر سورۃ یٰسین پڑھو اور یہ میت کو بھی شامل ہے بلکہ حقیقتاً اسی کیلئے حکم ہے۔

مولوی عبداللہ روپڑی نے لکھا ہے

قبر پر قرآن پڑھنے کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی خاص طریق مقرر نہ کرے بلکہ جب اتفاق پڑے عام طور پر قبروں کی زیارت کرے اور اس وقت قرآن مجید کی کوئی سورت پڑھ کر اس کا ثواب میت کو بخش دے اس میں اختلاف ہے امام احمد اور امام ابو حنیفہ اس کے قائل ہیں۔ امام شافعی اور امام مالک اس کے قائل نہیں (حالانکہ امام شافعی سے اس کے جواز پر نص گذر چکی ہے) ان عبارتوں کو امام احمد اور امام ابو حنیفہ اور جمہور کا مذہب ثواب کا پہنچنا بتلایا ہے امام شافعی اور امام مالک کا مذہب نہ پہنچنا بتلایا ہے اور امام مالک کے دو قول نقل کیے ہیں پہلی عبارت میں پہنچنے کا ذکر ہے اور دوسری عبارت میں نہ پہنچنے کا امام احمد اور امام ابو حنیفہ کے موافق بھی

من قبر احمد بن حنبل عند قبر بشر بن الحارث رحمهما الله وشن احد من حمل جنازته الفقيه الامام ابو اسحاق ابراهيم ابن علي الشيرازي۔۔۔"

امام احمد بن حنبل کے پہلو میں حضرت بشر بن حارث الحافی کی قبر کے پاس دفن کیا گیا اور آپ کا جنازہ اٹھانے والوں میں فقیہ امام ابو اسحاق ابراہیم بن علی شیرازی تھے۔

○ تبیین کذب المفتری ۲۷۰ و تذکرة الحفاظ للذهبی ۱۱۴۴/۲○

حضرت امام ابن خلکان اور امام ذھبی نقل فرماتے ہیں

قال اسماعیل بن ابی سعد الصوفی، کان ابو بکر بن زهراء الصوفی مرباطنا قد اعد لنفسه قبرا الی جانب قبر بشر الحافی وکان یمضی الیه فی کل اسبوع وینام فیه ویقرأ فیه القرآن کله فلما مات الخطیب وکان اوصی ان یدفن الی جنب بشر الحافی فجاء المحدثون الی ابن زهراء وسألوه ان یدفنوا

اسماعیل بن سعد صوفی نے فرمایا کہ ابو بکر زہرا نے حضرت بشر حافی کی قبر کے پاس اپنے لئے قبر تیار کر رکھی تھی اور وہ وہاں ہر ہفتہ جاتے اور اس میں سوتے اور قرآن پاک ختم کرتے پس جب امام خطیب بغدادی فوت ہوئے تو انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کو بشر حافی کے پہلو میں دفن کیا جائے تو محدثین ابن زہرا کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ وہ اپنی قبر میں خطیب

يوما مشهودا بكثرة الخلق وعظم الحزن و البكاء و دفن بجنب قبر امامنا احمد واخذ الناس من تراب قبره الشيئ الكثير، تبركا به ولزم الناس قبره ليلا و نهارا مدة طويلة يقرأون القرآن ويختمون الختمات و يكثرون الدعا ولقد بلغني في مدة شهور الوف ختمات"

○طبقات الحنابله لابن ابی یعلی حنبلی ۲۹۵ ترجمه ابو جعفر عبد الخالق بن عيسى بن احمد بن محمد بن عیسی ابن احمد بن موسی ○

اور عظیم دکھ اور رونے کی وجہ سے وہ دن قیامت کا دن معلوم ہوتا تھا اور ان کو ہمارے امام احمد بن حنبل کے پہلو میں دفن کیا گیا اور بہت سارے لوگوں نے آپ کی قبر کی مٹی بطور تبرک حاصل کی اور لوگ دن رات آپ کی قبر پر کافی مدت تک رہے اور بہت زیادہ دعائیں مانگتے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کی قبر پر ہزاروں ختمات قرآن کیے گئے۔

حضرت امام علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں

"قد وقع لی نظیر ذلك و ذلك انی کنت وانا صغیر اصاعد قبر والدی رحمه الله للقرأة عليه فخرجت یوما بعد صلاة الصبح

اور اس واقعہ کی نظیر میرے ساتھ پیش آئی میں اس وقت چھوٹا سا تھا اور اپنے والد کی قبر پر تلاوت کے لئے اکثر جاتا تھا ایک دن ماہ رمضان کے

بخلص في رمضان بل اظن ان ذلك في العشر الاخير بل في ليلة القدر فلما جلست على قبره و قرأت شيأ من القرآن۔۔۔۔۔۔"

آخری عشرہ بلکہ لیلۃ القدر کو صبح سویرے منہ اندھیرے میں نکلا تو جب میں ان کی قبر پر قرآن پڑھنے کے لئے بیٹھا۔

○ الرواجر عن اقتراف الكبائر لابن حجر ۱/۱۵ ○

حضرت شیخ علامہ عبدالوہاب شعرانی نقل فرماتے ہیں

"وقد اخبرني الشيخ على الاحميدي صاحب الشيخ محمد بن عنان ان شخصاً كان يصيح في قبره كل ليلة في مقبرة برهمتوش بالشر قية فاخبروا بذالك الشيخ محمد بن عنان فمضى عليه و قرأ عنده سورة الفاتحة و تبارك وسأل الله تعالىٰ ان يشفعه فيه فمن تلك الليلة ما سمع له صياح الى الآن"

مجھے شیخ علی الاحمیدی صاحب شیخ محمد عنان نے خبر دی کہ ایک شخص اپنی قبر مقبرہ برھمتوش میں ہر رات کو چیختا تھا تو اس کی خبر شیخ محمد عنان کو دی گئی تو وہ وہاں گئے اور اس کی قبر کے پاس سورہ فاتحہ اور سورۃ الملک پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اس کو اس سے شفا دے تو اس رات کے بعد اب تک اس کی چیخیں نہ سنی گئیں۔

○ العهود المحمديه ،ص۲۰۶○ طبقات الكبرى للشعراني ۲/۱۱۸○

حضرت امام شیخ عبدالحق اشبیلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

"وحدثني ابو الوليد اسماعيل بن احمد عرف بابن الفرند وكان و ابو ه صالحين معروفين قال لي ابو الوليد مات ابي رحمة الله عليه فحدثني بعض اخوانه ممن يوثق بحديثه قال لي زرت قبر ابيك فقرات عليه حزبا من القرآن ثم قلت له يا فلان هذا قد اهديته لك..."

○ كتاب العاقبة (ص۔۱۲۰) برقم (۲۸۷) ○ التذكرة في امور الآخرة للقرطبي (۸۰)○

مجھے ابو الولید اسماعیل بن احمد عرف ابن الفرند جو کہ خود اور اس کا باپ دونوں نیک آدمی تھے نے خبر دی کہ میرا والد فوت ہو گیا تو مجھے اس کے بھائیوں میں سے بعض نے بتایا کہ جن کی بات سچی ہوتی تھی کہ میں نے تیرے والد کی قبر کی زیارت کی تو میں نے قرآن کا سپارہ اس پر تلاوت کیا پھر میں نے اس کو کہا اے فلاں یہ میں نے تیرے لئے ھدیہ کیا۔

حضرت امام نووی فرماتے ہیں:

"و اعلم ان قبور الصالحين لا تخلوا من بركة وان زائرها والمسلم عليها والقارئ عندها والداعي لمن فيها لاينقلب الابخير ولا يرجع الاباجر

یہ جاننا چاہیے کہ اولیاء اللہ کے مزارات برکت سے خالی نہیں ہوتے اور ان کی زیارت کرنے والا اور ان پر سلام عرض کرنے والا اور ان کے قریب قرآن پڑھنے والا اور ان

○ كتاب العاقبة (ص١٢٩) برقم (٢٨٢) ○

مزارات میں مدفون حضرت کے لئے دعا کرنے والا پس نہیں لوٹتا مگر خیر و برکت اور اجر عظیم کے ساتھ۔

علامہ ابن جوزی کی قبر پر قرآن خوانی:

حضرت علامہ ذہبی علامہ ابن جوزی کے بارے میں فرماتے ہیں

"و نزل في الحفرة والمؤذن يقول الله اكبر و حزن عليه الخلق و باتوا عند قبره طول شهر رمضان يختمون الختمات بالشمع والقناديل"

○ سير اعلام النبلاء ٢١/٣٧٩ - ٣٨٠ ○

ان کو لحد میں اتارا گیا جب مؤذن اللہ اکبر کہہ رہا تھا اور بہت ساری مخلوق اس پر غمگین تھی اور آپ کی قبر پر پورا ماہ رمضان وہ لوگ رہے اور شمع اور قندیلوں کی روشنی میں ختمات قرآن کرتے تھے۔

ابن تیمیہ کی قبر پر قرآن خوانی:

حضرت امام ناصر الدین الدمشقی م ۸۴۲ھ حضرت علامہ برزالی و ابن کثیر و امام علامہ عینی حنفی سے نقل فرماتے ہیں:

" قال العيني وامتد الخلق الى مقابر الصوفية وختموا على قبره ختمات وبات

امام عینی نے فرمایا اور مخلوق مقبرہ صوفیہ کی طرف امڈ آئی اور ابن تیمیہ کی قبر پر ختمات قرآن کیے اور اس کے

نقل کر رہے ہیں کہ ابن تیمیہ کی قبر پر کئی قرآن پاک ختم کیے گئے۔ یہ بدعت ہوتی تو ابن تیمیہ کے شاگرد ابن کثیر، ابن القیم، ابن عبدالہادی، ذہبی وغیرہم اس کا رد کرتے لیکن یہ تمام لوگ تو اس بات کو ابن تیمیہ کے مناقب اور خوبیوں میں شمار کر رہے ہیں جبکہ ان کی بدعات پر علماء کی ایک پوری جماعت شاہد ہے۔

امام لالکائی روایت نقل کرتے ہیں

انا عبیداللہ بن احمد بن علی انا ابو عبد اللہ الصفار یعنی محمد بن عبد اللہ بن عمرو قال سمعت محمد بن نصر الصائغ یقول کان ابی مولعا بالصلاة علی الجنائز من عرف ومن لم یعرف فقال لی یا بنی خرجت یوما من السوق اشتری حاجة فصادفت جنازة رجل معها خلق کثیر ما اعرف منهم احداً قلت امضی مع هذه الجنازة اصلی علیها واقف حتی اواریها

مسند مذکور حضرت امام محمد بن نصر الصائغ (ثقہ صدوق م ۲۹۱ھ) فرماتے ہیں کہ میرے والد نماز جنازہ انجانے کی نماز جنازہ پڑھنے کے بہت شیدائی تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ اے میرے بیٹے ایک دن میں بازار سے اپنی ضروریات زندگی خرید کر نکلا تو ایک شخص کا جنازہ دیکھا کہ جس کے ساتھ بہت سارے لوگ تھے جن میں سے میں کسی ایک کو بھی نہیں جانتا تھا۔ میں نے کہا میں اس جنازہ کے ساتھ جاتا ہوں تاکہ اس پر نماز پڑھوں میں وہاں کھڑا ہو گیا حتی کہ وہ جنازہ سامنے آیا

فتبعتها فصلوا عليها و صليت معهم و ادخلوها المقبرة و جاؤا بها الى قبر محفور، فنزل الى القبر نفسان وجذبوا الميت فأخذوه و سرحوا عليه التراب و خرج واحد و بقي الآخر، و حثى الناس التراب عليه فقلت يا قوم يدفن حي مع ميت؟ لعله لا يكون شبه لي ثم رجعت فقلت ما رايت الا اثنين خرج الواحد وبقي الآخر لا ابرح من هاهنا حتى يكشف الله لي عمارايت فجئت الى القبر فقرأت عشرمرات يسين و تبارك الملك و بكيت و رفعت يدي وقلت يا رب اكشف لي عما رايت، فاتى هاتف على عقلي و عيني، فانشق القبر و خرج منه

میں اس کے پیچھے چل پڑا پس لوگوں نے اس پر نماز پڑھی اور میں نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی اور پھر اس کو قبرستان لے گئے اور ایک کھودی ہوئی قبر پر لائے تو دو شخص آئے اور قبر میں اتر گئے اور انہوں نے میت کو پکڑ کر دبایا اور بٹھایا تو لوگوں نے جلدی سے اوپر مٹی ڈالنی شروع کی تو ایک شخص باہر نکلا جبکہ دوسرا مٹی کے اندر ہی رہا لوگوں نے قبر پر مٹی برابر کر دی میں نے کہا اے لوگو! مردہ کے ساتھ زندہ کو دفن کر دیا؟ شاید یہ میرا گمان ہی ہے پھر میں لوٹا اور میں نے سوچا کہ میں نے تو دو شخص دیکھے تھے جبکہ باہر صرف ایک نکلا ہے میں یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ میرے لئے اس سر کو نہیں کھول دیتا پس میں قبر پر گیا اور میں نے دس مرتبہ سورۃ یسین اور سورۃ الملک تلاوت کی اور رویا اور ہاتھ

شخص، فولى مدبرا فقمت ورائه، فقلت يا هذا معبودك الا وقفت حتى اسألك فما التفت الي ولى الثالث فقلت يا هذا أنا رجل شيخ ليس يمكنني النهوض فبمعبودك الا وقفت حتى اسألك فالتفت الي وقال لي نصر الصائغ؟ فقلت نعم، الاتعرفني؟ قلت لا قال نحن ملكان من ملائكة الرحمة و قد وكلنا باهل السنة انا و ضعوا في قبورهم ونزلنا حتى يلقنهم الحجة و غاب عني"

○ شرح اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة ١١٣٨/٦، ١١٣٩ برقم(٢١٤٥)○

اٹھ کر دعا کی، اے اللہ! جو کچھ میں نے دیکھا اس کی حقیقت ظاہر فرما، کیونکہ مجھے میری عقل و دین پر شک ہونے لگا ہے۔ پس وہ قبر پھٹی اور ایک شخص اس سے نکلا اور منہ موڑ کر کھڑا ہو گیا میں اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور کہا تجھے تیرے رب کی قسم جب تک میں تجھ سے پوچھ نہ لوں تم کھڑے رہنا اس نے میری طرف توجہ نہ کی میں نے تین مرتبہ ایسے ہی کیا۔ پھر میں نے کہا اے شخص میں ایک بوڑھا شخص ہوں میرے لئے کھڑا رہنا ممکن نہیں ہے تجھے تیرے رب کی قسم جب تک میں پوچھ نہ لوں تم کھڑے رہنا تو اس نے میری طرف توجہ کی اور فرمایا: تو نصر الصائغ ہے؟ میں نے کہا ہاں اس نے کہا: مجھے نہیں پہچانتا؟ میں نے کہا: نہیں، اس نے کہا کہ ' رحمت کے فرشتوں میں سے ہم دو فرشتے ہیں ہماری ڈیوٹی اہلسنت پر لگی ہوئی ہے

کہ جب وہ قبور میں رکھے جاتے ہیں تو
ان کے ساتھ قبور میں جاتے ہیں اور
ان کو منکر نکیر کے سوالوں کے جوابات
سکھلاتے ہیں پھر وہ مجھ سے غائب ہو
گیا۔

عاشق صادق ولی کامل غوث وقت خواب و بیداری میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت
کرنے والے حضرت شیخ سیدی احمد بن السولی کا عمل مبارک

"ولما سافر الى القدس زار السيدة مريم عليها السلام بنت عمران فقرأ عندها ختما تلك الليلة فرأى بعض القرأ سيدنا عيسى عليه السلام و هو يقول سلم لنا على ابراهيم وقل له جزاك الله عنه وعن والدته خيرا"

○ طبقات الکبریٰ للشعرانی ۸۲/۲ ○

اور جب آپ نے بیت المقدس کی طرف سفر کیا حضرت مریم کی قبر کی زیارت کی اور اس کے پاس اس رات کو قرآن ختم کیا تو پڑھنے والوں میں سے ایک نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا وہ فرما رہے تھے ہماری طرف سے ابراہیم کو سلام کہنا اور اس کو کہنا اللہ تعالیٰ تجھے میری اور میری والدہ کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

حضرت بشیر بن کعب العدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل مبارک

"وقال الحسن حدثنا ضمرة عن الحكم بن سليمان بن أبي عيلان احفر بشير بن كعب العدوي زمن طاعون الجارف قبراً فقرأ فيه القرآن فلما مات دفن فيه."

بعد مذکور حضرت بشیر بن کعب نے طاعون جارف کے وقت اپنی قبر کھودی اور اس میں ختم قرآن کیا اور جب وفات پائی تو ان کو اس قبر میں دفن کیا گیا۔

○ تاریخ الاوسط للامام البخاری ۱/۳۳۲ برقم (۱۷۷۲)○

یاد رہے کہ حضرت بشیر بن کعب کو امام ابن شاہین اور امام عبدان نے صحابہ میں شمار کیا ہے۔ لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ یہ تابعی ہیں۔(واللہ تعالیٰ اعلم)

حضرت امام مطرف بن عبد اللہ بن الشخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل مبارک

"قال وأمرهم أن يحملوه الى قبره فختم فيه القرآن قبل أن يموت"

○ كتاب المحتضرين لابن ابي الدنيا (ص۱۲۶) برقم (۱۵٦) ○

حضرت امام مطرف (تابعی) نے حکم دیا کہ ان کو قبر کی طرف اٹھا کر لے جائیں پس آپ نے وفات سے پہلے اپنی قبر میں قرآن پاک ختم کیا۔

حضرت امام ابو عبد الرحمن الزھری فرماتے ہیں

قبره معروف لقضاء الحوائج يقال انه من قرأ عنده مائة مرة قل هو الله احد وسأل الله ما يريد قضى حاجته

○طبقات الاولياء لابن الملقن الشافعي (ص ۲۸۱)○

حضرت معروف کرخی کی قبر قضائے حاجات میں مجرب و معروف ہے کہتے ہیں کہ جس کسی نے وہاں ایک سو مرتبہ (۱۰۰) سورۃ اخلاص پڑھی اور اللہ سے اپنی حاجت بیان کرے تو حاجت پوری ہوگی۔

امام ابن ملقن شافعی ۸۰۴ھ فرماتے ہیں:

"وقد زرتهما و قرأت عندهما مائة مرة قل هو الله احد و دعوت الله لامر نزل بي ارجو زواله فزال

○طبقات الاولياء (ص ۲۸۲)○

اور میں نے ان دونوں (امام اشہب و ابن قاسم) کی قبروں کی زیارت کی اور وہاں اپنی حاجت روائی کیلئے سو مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھی اور اللہ نے میری مصیبت ٹال دی۔

حضرت امام قاضی شہید ابو الحسن محمد بن الفراء بغدادی کی قبر پر قرآن خوانی:

" وقد سمعت الحافظ ابا العز عبد المغيث بن زهير الحربي يقول لما قتل القاضي الشهيد ابو الحسن محمد بن محمد بن الفراء البغدادي رحمه الله عليه ختم على قبره في يوم واحد زيادة عن مائة ختمة، وهذا لايكون الامن جم غفير ولتطابق مثل هذا القدر الكبير من الناس على مثل هذا و فعلهم له ولا منكر و عائب يصير كالاجماع"

بسند مذکور، جب قاضی ابو الحسن محمد بن محمد الفراء بغدادی کو جب شہید کیا گیا تو ان کی قبر پر ایک دن میں سو سے زیادہ ختمات قرآن پاک کیے گیے اور یہ ایک جم غفیر ہی سے ہو سکتا ہے اور اس بڑی مقدار کا اس پر اکٹھے ہونا اس فعل کا کرنا اور کسی نے نہ اس کا انکار کیا اور نہ ہی کوئی عیب بیان کیا تو یہ گویا کہ اجماع ہو گیا۔

○ مرشد الزوار الی قبور الابرار للموفق الدین بن عثمان م ۶۱۵ھ (ص ۳۸) ○

حضرت علامہ امام حافظ عبد الغنی مقدسی فرماتے ہیں:

" والذي رأيناه في امصار الاسلام شاهد ناهم حيث

اور وہ جو ہم نے مسلم ممالک کے شہروں میں دیکھا اور مشاہدہ کیا کہ

يموتون او يموت الميت منهم، يقرؤن القرآن عنده قبل دفنه و على قبره اذا دفن ويجتمعون على ذلك ويحرصون عليه و من قدر على ذلك بنفسه فعله استعان بمن يمكنه الاستعانة به على ذلك منهم من يقرأ القرآن على القبر قربة راجين من الله تعالى في ذلك المثوبة والاحسان بل يحبونه ويستحبونه و الله اكرم من أن يرد قصدهم، او يخيب ظنهم او يمنعهم، طلبوا"

○ مرشد الزوار الى قبور الابرار ۳۸/۱ ○

جب وہ فوت ہوتے یا ان میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو وہ سب لوگ اس کے پاس قبل از دفن اور اس کی قبر پر بعد از دفن قرآن پڑھتے ہیں اور جمع ہوتے ہیں اور اس کو خوب پسند کرتے ہیں تو جو خود اس پر قدرت رکھتا ہے خود عمل کرتا ہے ورنہ دوسروں سے مدد لیتا ہے یعنی لوگوں (ہمسائیوں اور رشتہ داروں) کو اکٹھا کرتا ہے اور انہی میں سے وہ لوگ ہیں جو کہ قریبی قبر پر قرآن پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اس عمل کے ثواب اور احسان کی امید رکھتے ہیں۔ اور اس عمل کو پسند کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ کریم ہے کہ ان کے ارادے کو اور امید کو رد کر دے یا ان کے حسن ظن کو ٹھکرا دے یا ان کی طلب کو منع کر دے"

حضرت قاضی عبد الرحیم بن الحسن البیسانی فرماتے ہیں:

لما دخلت الى مصر بت وليس معي ما اتقوت به في تلك الليلة، فدخلت الى هذه المقبرة جلست عند هذا القبر وقرأت شيئاً من القرآن فأخذتني في اثناء القراءة سنة من النوم، فرأيت في منامي رجلا جميلا طلع القبر، فقال ما بك يا عبد الرحيم، قريب السلطان صلاح الدين ايوب كأنه جالس على سرير

○ مرشد الزوار في قبور الابرار ۱/۶۱۶○

جب میں مصر میں داخل ہوا تو میرے پاس اس رات کو کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں تھا تو میں اس قبرستان میں داخل ہوا اور (حضرت صالح بن الحسین) کی قبر کے پاس بیٹھ گیا اور قرآن میں سے کچھ پڑھا دوران قرات مجھے اونگھ آئی تو میں نے دیکھا کہ ایک حسین و جمیل شخص قبر سے نکلا اور مجھے کہا اے عبد الرحیم کیا بات ہے میں نے دیکھا کہ تخت پر حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی بیٹھے ہوئے ہیں۔

حضرت امام بن الحسن الحضرمی فرماتے ہیں:

" مررت بقبر ابی الحسن الدیوری رحمة الله علیه فقرأت یس و تبارک و غیرهما

میں حضرت امام ابو الحسن دیوری کی قبر کے پاس سے گزرا اور میں نے وہاں سورہ یٰسین اور تبارک

قلت اللّٰهم اجعل ثوابها لابی
الحسن الدینوری وانصرفت و
مررت علی ابی بکر بن المهلب
فقال، لی کنت الیوم عند قبر
الشیخ ابی الحسن الدینوری
فقلت نعم ما الخبر؟ فقال رأیته
الساعة فی المنام وهو یقول جاء
نا الساعة ابی الحسن وقرأ عند
القبر وقال اللهم انی جعلت ثواب
ما قرأت لابی الحسن
الدینوری

○ مرشد الزوار الی قبور الابرار
○٥٨٢/١

وغیرہ پڑھیں اور عرض کی اے اللہ
اس کا ثواب امام ابوالحسن دینوری کو پہنچا
اور میں لوٹ کر چلا گیا اور حضرت امام
ابوبکر بن مھلب کے پاس گیا تو
انہوں نے مجھے فرمایا فلاں دن تو ابو
الحسن کی قبر پر تھا میں نے کہا ہاں، کیا
بات ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے
خواب میں اسی وقت آپ (ابوالحسن) کو
دیکھا وہ فرما رہے ہیں ابھی میرے پاس
ابوالحسن آئے اور قبر کے پاس قرآن پڑھا
اور کہا اے اللہ میں نے اس کا ثواب ابو
الحسن کو بخشا۔

سیدہ عابدہ زاہدہ مجتہدہ سیدہ نفیسہ بنت حسن بن زید بن حسن المجتبیٰ بن امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فعل مبارک:

"قال القضاعی ۔۔ ان السیدۃ نفیسۃ۔۔۔۔۔ بعد ان حفرت قبر ھا بیدھا وقرأت فیہ الفی ختمۃ، وقیل الفا و سبعمائۃ ختمۃ"

○مرشدالزوار الی قبور الابرار ۱/۱۷٤○

امام قضاعی نے کہا: کہ سیدہ نفیسہ نے اپنی قبر اپنے ہاتھوں سے بنائی اور اس میں دو ہزار قرآن پاک ختم کیے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک ہزار سات سو مرتبہ ختم پاک کیا۔

حضرت امام موفق الدین بن عثمان ۶۱۵ھ فرماتے ہیں:

"وحدثونا ان انسانا من اھل العراق من اجلۃ الفقہاء نذر بالعراق ان یخرج الی مصر، ویختم عند قبر الشافعی اربعین ختمۃ ثم یرجع، فخرج مسافرا وختم ربعین ختمۃ

اور ہم سے بیان کیا گیا کہ اہل عراق میں سے ایک بہت بڑے فقیہ امام نے نذر مانی کہ وہ مصر جائے گا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر چالیس قرآن پاک ختم کرے گا پھر واپس لوٹے گا پس وہ شخص سفر کر کے آیا اور

○ مرشد الزوار ۱/ ۰۹۰ ○ چالیس ختمات قرآن کیے۔

حضرت روبیل بن یعقوب علیہ السلام کی قبر پر قرآن خوانی

"حکی ان رجلا بات عند القبر فی هذا المكان قديما، فقرأ سورة يوسف، وصلى على النبی ﷺ و نام، فرای قائلا يقول هذه والله قصتنا من اعلمك بها؟ فقال هذه القصة مذكورة فی كتاب الله انزله علی نبيه ﷺ فمن انت؟ قال انا روبيل بن يعقوب اسرائيل الله، احد اخوة يوسف فلما اصبح الرجل اخبر الناس بهذه الرويا، فبنوا هذا المسجد كما علموا من صدق الرائی"

○ مرشد الزوار الی قبور الابرار ۱/ ۱۰۲ ○

اس جگہ ایک شخص نے زمانہ قدیم میں رات گذاری اور سورہ یوسف کی تلاوت کی اور نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھا تو اس نے ایک شخص کو دیکھا جو کہہ رہا ہے کہ قسم اللہ کی یہ تو ہمارا قصہ و واقعہ ہے تجھے اس کی کس نے خبر دی ہے؟ تو اس نے کہا کہ یہ قصہ اللہ تعالیٰ کی اس کتاب میں ہے جو اس نے اپنے نبی ﷺ پر نازل فرمائی ہے لیکن تو کون ہے۔ تو اس نے کہا میں روبیل بن یعقوب نبی علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کا بھائی ہوں۔ پس صبح کو اس شخص نے لوگوں کو اس کی خبر دی تو لوگوں نے اس قبر کے قریب مسجد بنا دی تو یہ دلیل ہے اس شخص کے سچا ہونے کی۔

حضرت امام ابن حجر عسقلانی کی قبر پر قرآن خوانی

حضرت امام سخاوی فرماتے ہیں

ولما انتهوا من دفنه، اختنوا في القراءة عنده بعد الذكر والابتهال في الدعا له ساعة طويلة، واقاموا على قبره اسبوعا، تختم في كل يوم وليلة عنده ماشاء الله من الختمات. فبطول النهار جماعة من طلبة يختم كل واحد منهم القرآن غالبا، ومن العصر يأتي القراء ويكون ختمهم قبيل الشمس، فلا يحصى كم تلي على قبره من الختمات وبلغني أن العلامة الجلال المحلي جمع جماعة بيته وفرقوا ختما، وأهدوا ثوابه في صحيفته

وقال الوعاظ عند محل دفنه ما عمل الشعراء فيه من المراثي وغير ذلك، وكثر الانشاد لمرثية الشيخ

اور جب وہ آپ کے دفن سے فارغ ہوئے تو (تمام علماء) قبر کے پاس ذکر اور لمبی دعا کے بعد کئی ہفتے تک قرآن پاک کی تلاوت کرتے رہے اور ہر روز و شب جتنے اللہ نے چاہے (یعنی بے شمار) ختمات قرآن کئے دن کا اکثر حصہ طلباء حاضر ہوتے اور ان میں سے ہر کوئی ایک ایک قرآن پاک ختم کرتا اور عصر کے وقت تک قاریوں کی جماعت حاضر ہوتی اور غروب شمس سے پہلے پہلے قرآن پاک ختم کرتے تو آپ کی قبر پر اتنے قرآن پاک ختم کئے گئے کہ ان کی تعداد کو گنا نہیں جا سکتا۔

اور حضرت امام جلال الدین محلی (صاحب تفسیر جلالین) نے اپنے گھر لوگوں کو اکٹھا کیا جنہوں نے قرآن پاک پڑھا اور پھر اس کا ثواب امام ابن حجر عسقلانی کو بخشا تھا اور آپ کی قبر پر واعظین اور شعراء نے اپنا

شهاب الدين الحجاری بخصوصها من الوعاظ والعامه، بحيث لم يشتهر غيرها وأطعم بتربته من المأكل وشبهها شیء كثير

وعند تمام الشهر فرق علی اكثر الطلبة من الذهب والفضة ما يفوق الوصف، ما بين عشرين دينار للشخص الواحد

(الجواهر والدرر فی ترجمة شيخ السلام ابن حجر ۳/۱۱۹۶) السخاوی

اپنا کلام پیش کیا اور مرثیے پڑھے زیادہ تر شیخ شہاب الدین حجاری کا کلام اس سلسلہ میں دوسروں سے زیادہ پسند کیا گیا اور بہت مشہور ہوا اور پھر آپ کی قبر پر (بطور تبرک) کھانے والی بہت سی مختلف اشیاء تقسیم کی گئیں اور مہینہ ختم ہونے تک اکثر طلباء (جنہوں نے ختمات قرآن پاک کئے تھے) میں درہم و دینار تقسیم کئے گئے۔ اور ہر شخص کو بیس بیس دینار ملے۔

حضرت محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام الحنفی ﷫ کا عمل اور حضرت ابن عطاء اللہ السکندری قطب وقت کی کرامت

" ولما يعد من قبيل الكرامات انه زار قبر احمد بن عطاالله السكندري فقرأ عنده سورة هود حتى وصل الى قوله تعالى فمنهم شقي و سعيد فاجابه عطاء الله من القبر بصوت عال يا كمال، ليس فينا شقي فاوصى بأن يدفن هناك"

○ جامع كرامات الاولياء ٥٢٥/١ و مساجد مصر و اولياؤها الصالحون ١٦٠/٣ و ذيل كتاب مرشد الزوار ١٧/١ و ٣٤ ○

اور ابن (امام ابن الہمام) کی کرامات میں سے جو چیز بیان کی گئی ہے کہ انہوں نے حضرت احمد بن عطاء اللہ السکندری کی قبر کی زیارت کی اور اس کے پاس سورہ ہود کی تلاوت کی یہاں تک کہ جب آپ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان" ان میں کچھ شقی اور کچھ سعید ہیں" پر پہنچے تو قبر سے بآواز بلند حضرت امام عطاء اللہ نے فرمایا اے کمال، ہم میں کوئی بھی شقی نہیں ہے۔ تو امام ابن الہمام نے وصیت فرمائی کہ انہیں یہاں دفن کیا جائے۔

ابن تیمیہ کی قبر کی مٹی میں شفا

حضور پر نور شافع یوم النشور کی قبر منورہ کی مٹی سے شفا حاصل کرنے کو شرک بتانے والے اور مدینہ پاک کی مٹی مبارک کو خاک شفا کہنے کا مذاق اڑانے والوں کا اپنے مذہب وہابیہ کے بانی ابن تیمیہ کی قبر کی مٹی کے بارے میں اپنے عقائد دیکھیں کہ ابن تیمیہ کی قبر کی مٹی میں بھی شفاء ہے۔

ابو العباس احمد بن حجی معجم "شیوخه المجرد" میں نقل کرتے ہیں

" علی بن عبد الکریم ابن الشیخ سراج الدین البغدادی الاصل البطائحی المزی اخبرنی بشیء عجیب قال کنت شابا، و کانت لی بنت حصل لها رمد وکان لنا اعتقاد فی ابن تیمیه وکان صاحب والدی، ویأتی علینا و یزور والدی، فقلت فی نفسی لآخذن من تراب قبر ابن تیمیة فاکحلها به، فانه طال رمدها ولم یعد فیها الکحل، فجئت الی القبر، فوجدت بغدادیا قد جمع

مذکور ابو العباس احمد فرماتے ہیں کہ میں نوجوان تھا میری ایک بیٹی تھی جس کو آنکھوں کی بیماری تھی اور ہمارا ابن تیمیہ کے بارے میں اچھا اعتقاد تھا میرے والد کے ایک ساتھی تھے جو ہمارے پاس آتے اور میرے والد کی زیارت کرتے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ میں ابن تیمیہ کی قبر کی مٹی لوں گا اور اس کو اپنی بچی کی آنکھوں میں بطور دارو استعمال کروں گا۔ کیونکہ بیماری لمبی ہو گئی تھی اور کوئی دارو اثر نہیں کرتا تھا میں ابن تیمیہ کی قبر

من التراب صبرًا فقلت ما تصنع بهذا قال أخذته لوجع الرمد أكحل به أولادًا لي فقلت وهل ينفع ذلك؟ فقال نعم، وذكر أنه جربه، فأردت يقينا فيما كنت قصدته فأخذت منه، فاكحلتها وهي نائمة فبرأت"

○ الزواجر ۱۳۵-۱۳۶ ○

پڑ گیا۔ تو میں نے ہدادی کو وہاں پایا کہ وہ ایک تھیلی میں مٹی اکٹھی کر رہا تھا میں نے پوچھا اس سے تو کیا کرے گا؟ تو اس نے کہا کہ میں نے یہ مٹی اس لئے لی ہے کہ اپنی اولاد کو اس کا سرمہ لگاؤں میں نے کہا کیا اس سے نفع ہوتا ہے؟ اس نے کہا ہاں، اس نے کہا کہ میں نے تجربہ کیا ہے۔ تو میرا یقین اور بھی بڑھ گیا جس کے لیے میں نے یہ ارادہ کیا تھا پس میں نے مٹی لی اور اپنی بچی کو سوتے میں آنکھوں میں ڈال دی تو وہ تندرست ہو گئی۔

خلیفہ ہارون رشید کا عمل

خلیفہ ہارون رشید نے اپنی وفات سے پہلے حکم دیا تھا کہ اس کی قبر کھودی جائے اور اس میں ختم قرآن کیا جائے

حضرت علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

"وقد امر بحفر قبره قبل موته في الدار التي كان فيها ثم امر ان يقرؤا القرآن في قبره فقرؤا حتى ختموه وهو في محفة على شفير القبر"

○ البدايه والنهاية لابن كثير ٢١٢/١ ○

اور اس نے اپنی قبر اپنی وفات سے پہلے اس گھر میں تیار کرنے کا حکم دیا جس گھر میں وہ رہتا تھا اور پھر کہا کہ اس میں قرآن پڑھا جائے پس اس میں قرآن پاک ختم کیا گیا اور وہ قبر کے سرہانے موجود تھا

اس حوالہ سے خلیفہ ہارون رشید کے عمل کو بطور دلیل پیش نہیں کیا جا رہا بلکہ مقصد یہ ہے کہ خلیفہ ہارون رشید کا دور محدثین اور آئمہ کا دور مبارک ہے حضرت امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل حضرت امام قاضی ابو یوسف امام محمد، امام عبد اللہ بن مبارک، وغیرہم اسی مبارک دور کی یادگاریں ہیں کسی ایک نے بھی اس حکم اور عمل کے سبب خلیفہ ہارون رشید پر بدعتی ہونے کا فتویٰ نہیں دیا۔

یہ تو مختصر سے حوال جات تھے کہ قرأت علی القبور جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے اب ایک مسئلہ یہ رہ جاتا ہے کہ اجرت پر قرآن پڑھانا اور اجرت دے کر حفاظ کرام کو قبر پر بٹھانا کیسا ہے؟

اس مسئلہ میں حضرات آئمہ اور محدثین، فقہاء کا اختلاف ہے۔

جیسا کہ حضرت امام اہل سنت ابو حنیفہ ثانی فی عصرہ امام احمد رضا قادری بریلوی فرماتے ہیں:

ثواب رسانی کے لئے قرآن عظیم پڑھنے پر اجرت لینا اور دینا دونوں ناجائز ہیں۔

○فتاوی رضویہ ۹/٦٤٤ کتاب الجنائز ○

آپ مزید فرماتے ہیں

تلاوت و تہلیل میں اجرت لینا دینا حرام ہے اور گناہ ہونے میں قطعی اور غیر قطعی ہونے کا فرق نہیں۔

○ فتاوی رضویہ ۹/٦٤٦ کتاب الجنائز طبع جدید ○

لیکن شوافع اور دیگر آئمہ کے نزدیک یہ جائز ہے۔

حضرت علامہ سیوطی فرماتے ہیں:

مسألة فيمن يقرأ ختمات من القرآن باجرة هل يحل ذلك الجواب نعم يحل له اخذ المال على القرأة والدعاء بعدها

جو ختمات قرآن اجرۃ لے کر پڑھے جاتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟ فرمایا ہاں قرأۃ اور اس کے بعد دعا پر اجرت لینی جائز و حلال ہے۔

○ الحاوي للفتاوى ١/١٢٦ باب الجعالة ○

لیکن حضرت علامہ سیوطی نے باب استئجار کی بجائے باب الجعالۃ میں بیان فرمایا ہے

قاضی حسین شافعی فرماتے ہیں:

"ان الاستئجار لقراءة القرآن على رأس القبر مدة جائز كالاستئجار للاذان و تعليم القرآن"

○ افادۃ الطلاب للمحمد بن احمد بن عبد الباری الاھدل (ص ۲۲)

قبر کے سرہانے مدت مقرر کر کے قرآن پڑھنا جائز ہے۔ جیسے کہ اذان اور تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز ہے۔

امام ابن حجر فرماتے ہیں:

"و یصح الاستئجار لقراءة القرآن عند القبر او مع الدعا"

قبر پر قرآن کی اجرت صحیح ہے اسی طرح دعا پر بھی۔

○ بحوالہ افادۃ الطلاب (ص ۲۳) ○

القول الماجور على القرأة فی القبور

اللہ تعالیٰ اپنے بعض نیک بندوں کو یہ توفیق بھی عنایت فرماتا ہے کہ وہ اپنی اپنی قبروں میں قرآن کی تلاوت فرماتے رہتے ہیں۔ اور اگر قبرستان میں قرآن کا پڑھنا ناجائز ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ قبور میں ان کی اجازت و توفیق عطا نہ فرماتا۔

(۱) "عن ابن عباس قال ضرب بعض اصحاب النبی ﷺ خباءه على قبر وهو لا يحسب انه قبر فاذا فيه انسان يقرأ سورة الملك حتى ختمها فاتى النبی ﷺ فقال يارسول الله ﷺ انی ضربت خبائی وانا لا احسب انه قبر فاذا فيه انسان يقرأ سورة الملك حتى ختمها فقال النبی ﷺ هی المانعة هی المنجية تنجيه من عذاب القبر"

○ رواہ الترمذی فی الجامع ۱۱۷/۲ کتاب فضائل القرآن باب

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے بعض نے ایک قبر پر انجانے میں خیمہ لگایا تو انہوں نے سنا کہ اس میں ایک انسان ہے جو کہ سورۃ الملک پڑھ رہا ہے یہاں تک کہ اس کو ختم کیا تو وہ صحابی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے خیمہ لگایا اور مجھے معلوم نہ تھا کہ وہاں قبر ہے تو اس میں ایک شخص سورۃ الملک پڑھ رہا تھا حتی کہ پوری سورۃ الملک پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سورۃ منع کرنے والی اور نجات دینے والی ہے یہ عذاب قبر سے نجات

ماجاء في فضل سورة الملك ○ والبيهقي في اثبات عذاب القبر (ص۹۹، ۱۰۰) برقم (۱۵۰)○ والطبراني في المعجم الكبير ۱۲/۱۲۵ برقم (۱۲۸۰۱)○

روایت کی ہے۔

حضرت امام سیوطی فرماتے ہیں

"قال ابو القاسم السعدی فی "کتاب الروح" هذا تصدیق من النبی ﷺ بأن المیت یقرأ فی قبره فان عبد الله اخبره بذلك وصدقه رسول الله ﷺ وقال الامام کمال الدین بن الزملکانی فی کتاب العمل المقبول فی زیارة الرسول: هذا الحدیث واصح دلالة علی ان المیت کان یقرأ فی قبره سورة الملك وقد وقع فی هذه الروایة من کلام انه

حضرت امام ابو القاسم سعدی نے کتاب الروح میں فرمایا ہے یہ تصدیق نبی اکرم ﷺ کی طرف سے کہ میت قبر میں قرآن پڑھتی ہے کیونکہ حضرت عبد اللہ نے جب آپ کو خبر دی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی۔ اور امام کمال الدین زملکانی نے کتاب العمل المقبول فی زیارۃ الرسول میں فرمایا ہے یہ حدیث صحیح طور پر اس پر دلالت کرتی ہے کہ میت قبر میں سورۃ ملک کی تلاوت کرتی ہے اور اس روایت میں یہ بھی آیا ہے۔

بعض اوليائه بذلك و اكرام بعضهم بالصلاة وكان يدعو الله في حياته بذلك "

تعالیٰ اپنے بعض اولیاء کو یہ کرامت عطا کرتا ہے کہ وہ تلاوت فرمائیں اور بعض کو نماز کی کرامت عطا کرتا ہے کیونکہ وہ دنیا میں اس کی دعا کرتے ہیں۔

"فاذا كان من كرامة الله لاوليائه تمكينهم من الطاعة والعبادة في القبر، فالانبياء بطريق الاولى"

○ شرح الصدور (ص ۲۵۷) ○

پس جب اللہ کی طرف اپنے اولیاء کے اکرام کے لئے ان کو قبر میں طاعت و عبادت کے ساتھ تمکنت حاصل ہوتی ہے تو پھر حضرات انبیاء کرام تو طریق اولیٰ اس کے حق دار ہیں۔

(۲) عن طلحة بن عبيد الله قال اردت مالي بالغابة فادركني الليل فأويت الى قبر عبد الله بن عمرو بن حرام فسمعت قرأة من القبر ما سمعت احسن منها فجئت الى رسول الله ﷺ فذكرت ذلك له فقال عبد الله

حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے فرمایا کہ میں اپنا مال لیکر غابہ کی طرف نکلا تو میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن حرام کی قبر پر گیا تو میں نے قبر سے قرآن پڑھنے کی آواز سنی کہ اس جیسی اچھی قراۃ میں نے کبھی نہیں سنی ، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ

○ اخرجه ابن منده و ابو احمد الحاكم في الكنى بسند فيه ضعف كذا في شرح الصدور (ص۲۰۸) ○

عبداللہ بن عمرو تھے۔

(۳) قال ابن عباس " المومن يعطى مصحفاً في قبره يقرأ فيه " ○ اخرجه الخلال في السنة كذا في شرح الصدور (ص ۲۰۹) ○

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ مومن کو قبر میں قرآن دیا جاتا ہے اس سے وہ پڑھتا ہے۔

(۴) "عن يزيد الرقاشي قال بلغني، ان المومن اذا مات و قد بقي عليه شيء من القرآن لم يتعلمه بعث الله اليه ملائكة يحفظونه ما بقي عليه منه حتى يبعثه الله من قبره " ○ اخرجه ابن ابي الدنيا كما في شرح الصدور (ص۲۰۹) ○

حضرت امام یزید رقاشی فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ مومن جب وفات پاتا ہے اور اس پر قرآن کا ابھی کچھ حصہ یاد کرنا باقی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف فرشتوں کو بھیجتا ہے وہ اس کو حفظ کرواتے ہیں حتی کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کی قبر سے اٹھاتا ہے۔

"عن الحسن قال بلغني ان المؤمن اذا مات ولم يحفظ القرآن امر حفظته ان يعلموه القرآن في قبره حتى يبعثه الله يوم القيامة مع اهله"

○ اخرجه ابن ابي الدنيا كذا في شرح الصدور (ص ٢٥٩) ○

حضرت امام حسن بصری (تابعی کبیر) فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جب مومن وفات پاتا ہے اور اس نے ابھی قرآن پورا حفظ نہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبر میں اس کو حفظ کروانے کا حکم دیا جاتا ہے یہانتک کہ قیامت کے دن اس کو اللہ تعالیٰ اس کے اہل کے ساتھ اٹھائے گا۔

وحكي عنها خادمها انه كان يسمع في كل ليلة قراءة القرآن من قبرها"

○ مرشد الزوار الى قبور الابرار (ص [illegible]) ○

حضرت سیدہ آمنہ بنت حضرت امام موسیٰ کاظم کے خادم سے حکایت ہے کہ وہ ہر رات کو سیدہ کی قبر سے قراءۃ سنا کرتا تھا۔

"قال رسول الله ﷺ من قرأ القرآن ثم مات قبل ان يستظهره اتاه ملك يعلمه في قبره ويلقى الله وقد استظهره"

○ اخرجه ابو الحسن بن بشران في فوائده كذا في شرح الصدور (ص ٢٦٠) ○

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا اور حفظ مکمل کرنے سے پہلے وفات پا گیا تو ایک فرشتہ اس کو قبر میں آکر حفظ کرائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ وہ حافظ قرآن ہوگا۔

( )"عن عكرمه قال يعطى المومن مصحفا فى قبره يقرا فيه"

○ اخرجه ابن منده كذا قال السيوطى فى شرح الصدور ○

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ مومن کو قبر میں قرآن پاک مہیا کیا جاتا ہے جس کو وہ پڑھتا ہے۔

حضرت امام ثابت بنانی شاگرد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی قبر میں قرآن پاک پڑھنا:

"حدثنا ابو محمد بن حيان قال ثنا احمد بن الحسين قال ثنا احمد بن ابراهيم الدورقى قال حدثنى محمد بن مالك لصبرى قال ثنا محمد بن عبد لله الأنصارى قال حدثنى ابراهيم الصمة المهلبى قال حدثنى الذين كانوا يمرون الحضر بالاسحار قالوا كذا اذا مررنا بجنبات قبر ثابت سمعنا قرأه لقرآن"

○ حلية الاولياء ٢/ ٣٢٢ ○

بسند مذکور امام ابراہیم الصمۃ المہلبی فرماتے ہیں کہ مجھے ان لوگوں نے خبر دی جو کہ صبح کے وقت قبرستان کے قریب سے گزرے کہ جب ہم حضرت ثابت بنانی کی قبر کے قریب سے گزرے تو ہم نے اس سے قرآن کی قرأت کی آواز سنی۔

مانعین و منکرین کے شبہات

اب آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرأۃ علی القبور کے منکرین سے جو شبہات ہیں ان کا بھی مختصراً جائزہ لیا جائے تاکہ مسئلہ صاف ہو جائے۔

شبہ نمبر ۱:

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے

"وان لیس للانسان الا ما سعی"

یہ آیہ کریمہ مانعین و منکرین کی دلیل ہرگز نہیں بن سکتی جیسا کہ انہی کے امام ابن تیمیہ نے لکھا ہے

"لیس فی الآیۃ، ولا فی الحدیث ان المیت لا ینتفع بدعا الخلق لہ، و بما یعمل عنہ من البر بل آئمۃ الاسلام متفقون علی انتفاع المیت بذلک - وقد دل علیہ الکتاب و السنۃ والاجماع فمن خالف ذلک من اھل البدع"

○ فتاوی ابن تیمیہ ۲۰۶/۲۴ ○

اس آیت اور حدیث میں یہ نہیں ہے کہ میت کو مخلوق کی دعا سے یا اس کے لئے کوئی نیکی کی جائے تو اس کا کوئی نفع نہیں ہوتا بلکہ آئمہ اسلام اس پر متفق ہیں کہ میت کو اس کا فائدہ ہوتا ہے ...... اور اس پر قرآن و سنت اور اجماع دلالت کرتا ہے پس جس نے اس کی مخالفت کی وہ بدعتیوں میں سے ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ ایصال ثواب کے منکر معتزلی ہیں جیسا کہ واصل بن عطیہ نے کہا اور اسی کے شاگرد حاصل اور آجکل کے خوارج، معتزلہ کے امام علامہ ابن القیم نے کہا۔

وذهب بعض اهل البدع من اهل الکلام انه لا یصل الی المیت شئی البتة لا دعا ولا غیره

اہل کلام میں سے بعض بدعتی لوگوں کا خیال ہے کہ میت کو کوئی شی نہیں پہنچتی نہ دعا اور نہ ہی کوئی اور چیز۔ (صدقہ، قرآۃ وغیرہ)

○ کتاب الروح ۲ ۲ المسئلة السادسة عشرة ○

○ باب هل تنتفع ارواح الموتی بشئ من سعی الاحیاء ام لا ۰ ○

اور پھر یہ آیت ہے بھی منسوخ اور منسوخ آیت سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے جیسا کہ بہت سارے مفسرین نے لکھا ہے۔

حضرت علامہ ابن جریر طبری فرماتے ہیں:

"وذکر عن ابن عباس انه قال هذه الآیة منسوخة"

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے ذکر کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت منسوخ ہے۔

"حدثنی علی قال ثنا ابو صالح قال ثنی معاویة عن علی عن ابن عباس قوله، وان لیس

بسند مذکور، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے لیس للانسان الا

للانسان الا ما سعی قال فانزل الله بعد هذا والذین آمنوا و اتبعتهم ذریتهم بایمان ألحقنا بهم ذریتهم ، فادخل الله الأبنا الجنة بصلاح الآباء "

ماسعی کے بعد والذین آمنوا کہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی اتباع کی تو ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ جنت میں داخل فرما دیں گے پس اللہ تعالیٰ والدین کی نیکی کے سبب اولاد کو جنت عطا فرما دے گا۔

○ تفسیر جامع البیان للطبری ١١/٤٤، الناسخ و المنسوخ فی القرآن لابی جعفر النحاس ٢٢٨ و ص ٢٦٥، ○ فتاوی ابن تیمیه ٢٤/٣١٢ تفسیر القرطبی ١٧/١١٤، تفسیر معالم التنزیل للبغوی ٤/٢٥٤ ○

یہ آیت کفار کے ساتھ خاص ہے۔
امام بغوی وغیرہ نقل فرماتے ہیں۔

" وقال الربیع بن انس، وان لیس للانسان الا ما سعی یعنی الکفار"

امام ربیع بن انس نے فرمایا کہ اس آیت میں انسان کافر کے لئے استعمال ہوا ہے

(۳) یا پھر اس آیت سے مفہوم یہ نکلتا ہے کہ عام قانون اور عدل تو یہی ہے کہ ہر شخص کو صرف اپنی کی ہوئی نیکی کا ثواب ملے لیکن اللہ اپنے فضل و کرم سے اگر جس کو چاہے دوسروں کی نیکیوں کا اجر بھی دے۔

وقد سئل عنها وعن قوله تعالى والله يضاعف لمن يشاء، الامام الحسين بن الفضل رحمة الله تعالى عليه فقال ليس له بالعدل الا ما سعى وله بالفضل ما شاء الله تعالى"

یعنی حضرت امام حسین بن فضل سے اس آیت الا ما سعیٰ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کہ اللہ زیادہ فرماتا ہے جس کے لئے چاہے کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا عدل کے ساتھ اس کو اپنی کیا ہوا دیا اور فضل کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ چاہے۔

(۴) امم سابقہ کے لئے اس آیت میں حکم تھا اب نہیں۔

حضرت امام بغوی فرماتے ہیں:

"وقال عكرمة كان ذلك لقوم ابراهيم و موسى فاما هذه الامة فلهم ما سعوا وما سعى لهم غيرهم لما روى ان امراة رفعت

حضرت امام عکرمہ نے فرمایا کہ یہ ابراہیم و موسیٰ علیہم السلام کی امتوں کا حکم بیان فرمایا جا رہا ہے اور جہاں تک اس امت مرحومہ کا

بسعیه ... یستحقه ... ای ... انه

یملك من المكاسب ما اكتسبه هو

واما سعی غیره فهو حق، و ملك

لذلك الغیر لا له، لكن هذا لا یمنع

ان ینتفع بسعی غیره كما ینتفع

الرجل بكسب غیره فمن صلی

علی جنازة فله قیراط، فیثاب

المصلی علی سعیه الذی هو

صلاته والمیت ایضاً یرحم

بصلاة الحی علیه كما قال ما من

مسلم یموت فیصلی علیه امة من

المسلمین یبلغون ان یكونوا مائة

ویروی اربعین ویروی ثلاثة

صفوف، ویشفعون فیه الا

شفعوا فیه او قال الاغفر—،

فالله تعالی یثیب هذا الساعی

علی سعیه الذی هوله و یرحم

ذلك المیت بسعی هذا الحی

لدعائه له ، وصدقته عنه وصیامه

عنه، وحجه عنه وقد ثبت فی

یہ بقیہ نصوص کی مخالف

نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ

انسان کے لئے وہی ہے جو اس نے

کوشش کی، اور یہ حق ہے کیونکہ اپنی

کوشش کا حق دار وہی ہو گا۔ جو اس کا

مستحق ہے جیسا کہ وہ اپنے دیگر

مکاسب کا مالک ہے اور کسی دوسرے کی

کوشش تو وہ بھی حق ہے۔ اور یہ غیر کی

ملک ہے اور اس کی نہیں لیکن یہ مانع

نہیں کہ اس کو کسی دوسرے کی کوشش

کا فائدہ نفع ہو جیسا کہ ایک شخص کسی

دوسرے کے کسب سے فائدہ حاصل

کرتا ہے۔ پس جس نے جنازہ پڑھا اس

کو ایک قیراط ثواب ہے اور نمازی اپنی

کوشش کا ثواب پاتا ہے اور وہ اس کی

نماز ہے اور میت پر بھی زندہ کے نماز

پڑھنے سے رحم کیا جاتا ہے جیسا کہ

حدیث شریف میں ہے "جس مسلمان

مرنے والے پر مسلمان نماز جنازہ

پڑھیں اور ان کی تعداد ایک سو ہو یا

○ فتاوی ابن تیمیہ ۲۴/۲۶۲ - ۳۱۳ ○

میت کو فائدہ ہوتا ہے یا اس پر رحم فرمایا جاتا ہے تو وہ اس کا اپنا عمل تو نہیں ہے۔ بلکہ مومنین کے بچے اپنے آباء کے ساتھ بغیر عمل کے جنت میں جائیں گے۔ پس جو نہیں جائز رکھتا مگر سب فائدوں و نفعوں سے زیادہ اس کے ساتھ خاص ہے۔ بعض اوقات انسان کسی غیر کے عمل سے ثواب طلب کرتا ہے جیساکہ قرض جو کہ انسان کسی دوسرے کی طرف سے ادا کرتا ہے تو وہ مقروض اس سے بری ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اس نے اپنا قرض ادا نہیں کیا اور چاہیے کہ وہ اس کی طرف سے ادا کرنے والا ہو۔

مختصراً ہم نے اس آیت سے منکرین کے استدلال کا ابطال کر دیا ہے اگر زیادہ تفصیل چاہیے تو اس موضوع پر مستقل کتب: مثلاً، اسعاف المسلمین والمسلمات بجواز القرأة و وصول ثوابها الی الاموات، تحقیق الآمال فیما ینفع المیت من الاعمال، اور افادة الطلاب باحکام القرأة علی الموتی و وصول الثواب کا مطالعہ فرمائیں۔

Tilawat-e-Quran Baraye Eesal-e-Sawab

الصحيح عن النبی ﷺ انه قال
ما من رجل يدعو لاخيه دعوة الا
وكل الله بن ملكا، كلما دعا لاخيه
دعوة قال الملك الموكل به: آمين
ولك بمثله وهذا من السعي الذي
ينفع به المومن أخاه يثيب الله هذا
، ويرحم هذا (وان ليس للانسان
الا ماسعى) وليس كل ما ينفع به
الميت او الحي او يرحم به يكون
من سعيه بل اطفال المومنين
يدخلون الجنة مع آبائهم بلا
سعي فالذي لم ، يجز الا به
أخص من كل انتفاع، لئلا يطلب
الانسان الثواب على غير عمله
وهو كالدين يوفيه الانسان عن
غيره فتبرأ ذمته لكن ليس له ما و
في به الدين و ينبغى له ا ن يكون
هو الموفى له "

چالیس یا بروایت دیگر تین صفیں ہوں
اور وہ اس کی سفارش کریں تو ان کی
سفارش قبول کی جائے گی۔ یا فرمایا: کہ
اس کو بخش دیا جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ
نے اس کوشش کرنے والے کو اس کی
کوشش کا ثواب دیا اور میت پر بھی اس
زندہ کی دعا کے سبب رحم فرمایا اور اسی
طرح اس کی طرف سے صدقہ کرنا اور
روزے رکھنا اور حج کرنا ہے اور صحیح
بخاری میں روایت ہے کہ جب کوئی
شخص اپنے بھائی کے حق میں دعا کرتا
ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کی ڈیوٹی
لگاتا ہے جب بھی وہ اپنے بھائی کے لئے
دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے آمین اور
تیرے لئے اس کی مثل ہو اور یہ وہ
عمل ہے کہ جس سے مومن کو فائدہ
ہوتا ہے اور اللہ اس کو ثواب دیتا ہے اور
دوسرے بھائی پر رحم فرماتا ہے اور آیت
کریمہ کہ انسان کے لئے وہی ہے جو
اس نے عمل کیا۔ تو جس عمل سے

دوسرا شبہ:

منکرین "قرأۃ علی القبور" کا دوسرا استدلال یہ حدیث شریف ہے۔

"لا تجعلو بیوتکم مقابر	اپنے گھروں کو مقابر نہ بناؤ
فان الشیطان یفر من البیت الذی	کیونکہ شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے کہ
یقرأ فیہ سورۃ البقرۃ"	جس میں سورۃ بقرہ پڑھی جائے۔

○ اخرجہ مسلم و الترمذی، واحمد، ۲۸۷ - ۳۸۸○

○ بحوالہ احکام جنائز محمد عبدہ فیروز پوری غیر مقلد (ص ۶-۲)○

یہ حدیث شریف نقل کر کے مولوی محمد عبدہ لکھتا ہے

اس حدیث میں اشارۃً یہ ثابت ہوتا ہے کہ قبرستان مقام قرأت نہیں ہے کیونکہ گھروں میں قرأت کا حکم دیا ہے اور ان کو قبریں بنانے سے منع فرمایا ہے۔

ازالہ شبہ:

مولوی مذکور کو یہ اعتراف ہے کہ اس حدیث میں "قرأۃ علی القبور" کی ممانعت کی صراحت نہیں کیونکہ وہ خود لکھتا ہے کہ اشارۃً ثابت ہوتا ہے۔

جبکہ ہم نے جو دلائل پیش کئے ہیں ان میں "قرأۃ علی القبور" کے جواز کی صاف صراحت موجود ہے۔

وہابیوں کے استدلالات بھی عجیب و غریب ہوتے ہیں انہی عجائب میں اس حدیث شریف سے استدلال کرنا بھی ایک عجوبہ ہے کسی ایک بھی معتبر محدث نے اس حدیث سے "قرأۃ علی القبور" کی مخالفت پر استدلال نہیں کیا اور اگر یہ استدلال درست ہے تو پھر تو قبرستان میں دعا مانگنی بھی ناجائز ہوگا کیونکہ دعا کا ایک اہم جز درود شریف ہے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِي عِيْدًا وَصَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ"	اپنے گھروں کو قبرستان اور میری قبر کو عید نہ بناؤ اور مجھ پر درود پڑھو بے شک تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔

○ رواہ ابو داؤد فی السنن برقم (۲۰۴۲) کتاب المناسک باب زیارۃ القبور و احمد فی المسند ۳۶۸/۲ ○

تو اب کیا قبرستان میں درود شریف بھی منع ہو جائیگا؟ ہرگز نہیں اور آج تک کسی محدث و امام نے یہ نہیں کہا کہ قبرستان میں درود شریف پڑھنا بھی منع ہے۔

یہ چند الفاظ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم نے نوٹ کر دیئے ہیں اگر اللہ نے توفیق مزید دی تو اس مسئلہ پر تفصیل سے پھر بھی بحث کریں گے

انشاء اللہ عزوجل

۱۳ اپریل ۲۰۰۰

(۲۰۰۰ - ٤ - ۱۳) بروز پیر شریف

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے